Rashk, Muḥammad Ḥāmid ʻAlī Khān

Kamāl-i Ḥāmidiyah

إن من الشعر لحكمة وإن من البيان لسحرا

کمالِ حامدیہ

(موسوم بہ اسم تاریخی)

نظمِ جلوہ افروز

۱۳۲۸

مجموعۂ مخمسات غزلہاے

اعلیحضرت سکندر صولت خورشید علم انجم خدم سلیمان جاہ فریدوں بارگاہ
مہر سپہر جہانبانی کوکب برج حکمرانی فرازندۂ رایتِ اقبال زیب دہ تختِ اجلال
لفٹنٹ کرنل ۔ ہز ہائنس ۔ عالیجاہ ۔ فرزند دلپذیر دولتِ انگلشیہ ۔ مخلص الدولہ
ناصر الملک ۔ امیر الامرا ۔ نواب سر محمد حامد علیخانصاحب بہادر
مستعد جنگ ۔ جی ۔ سی ۔ آئی ۔ ای ۔ متخلص بہ رشک فرمانروائے ریاست رامپور
لازالت شموس دولتہم بازغۃ الی یوم النشور

(از تصنیف)

حکیم سید محمد مہدی کمال لکھنوی

خلف الصدق

سرآمد سخنوران باکمال فخر شعرائے ماضی وحال حضرت جلال لکھنوی نور اللہ مرقدہ

در مطبع سعیدی رامپور از زیور طبع آراستہ گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخمس

ایمان نے دم بھرا اسی کا
قائل ہی ولایت ولی کا
رتبہ نہیں یہ کبھی کسی کا
نائب ہی وصی ہی یہ نبی کا
ہمسر نہیں کوئی بھی علی کا

عالم یہ ہوا خفی جلی کا
کیا اس کو لقب ملا ولی کا
دم بھرئے اسی کی دوستی کا
نائب ہی وصی ہی یہ نبی کا
ہمسر نہیں کوئی بھی علی کا

دم بھرکے عدو کی دوستی کا
کیا چھین لیا ہی دل کسی کا
انداز نیا ہے دلبری کا
کیا چیز ہی وقت کمسنی کا
کچھ خوف نہیں بری بھلی کا

ہنسنے میں ہی رنگ بیخودی کا ۔ رونے میں طریق ہی ہنسی کا
ہی رنگ عجیب دل لگی کا ۔ کیا چیز ہی وقت کمسنی کا
کچھ خوف نہیں بُری بھلی کا

برہم یہ نہیں مثالِ بلبل ۔ شاداں ہی چمن میں صورتِ گل
اب شور مچاتی ہی نہ اب غلُ ۔ کیوں مست ہے فصلِ گل میں بلبل
کیوں رنگ ہی اسپہ بیخودی کا

پھر آئے پیامبر ہمارے ۔ آ نکلے نہیں وہ گھر ہمارے
کیوں خشک ہوں اشک تر ہمارے ۔ رونے میں نہیں اثر ہمارے
اسپر بھی گمان ہے ہنسی کا

تم ہمسے کھنچے ہوئے ہو پیارے ۔ شاکی نہیں کچھ بھی ہم تمہارے
قسمت کے کرشمے ہیں یہ سارے ۔ رونے میں نہیں اثر ہمارے
اسپر بھی گمان ہے ہنسی کا

ملتی ہی قضا سے اُسکی شوخی ۔ بڑھتی ہی جفا سے اُسکی شوخی
لڑتی ہی حیا سے اُسکی شوخی ۔ گھٹتی ہی ادا سے اُسکی شوخی
کٹ جائے گا اب گلا کسی کا

ناچار ہوں بیکسی سے افسوس رویا ہوں بہت ہنسی سے افسوس
مجبور ہوں بےبسی سے افسوس ہوتے ہی جدا کسی سے افسوس

جاتا رہا لطف زندگی کا

جانا تو حجاب کا ہے آساں اُٹھنا تو نقاب کا ہے آساں
کھانا تو کباب کا ہے آساں پینا تو شراب کا ہے آساں

ہے خوف ضرور بیخودی کا

ساقی ترے لطف پر ہیں قرباں پیمانے بھرے سراسر احساں
ڈر ہے کہ نہ ٹوٹ جائے پیماں پینا تو شراب کا ہے آساں

ہے خوف ضرور بیخودی کا

اب تازہ جفائیں کرتے ہو کیوں انصاف سے یوں گذرتے ہو کیوں
کیا اس میں ہے بات ڈرتے ہو کیوں دل لیکے بھلا مُکرتے ہو کیوں

بتلاؤ تو خوف ہے کسی کا

گلزار ہیں مثلِ گل شگفتہ بیخار ہیں مثلِ گل شگفتہ
کیا یار ہیں مثلِ گل شگفتہ رخسار ہیں مثلِ گل شگفتہ

ہے لب پہ گمان پنکھڑی کا

دشمن کو تو اک ہنسی ہی جلنا   پھر دوست کھول لگی ہی جلنا
فرقت میں گھڑی گھڑی ہی جلنا   رونا ہی کبھی کبھی ہی جلنا

اُلفت میں تو ہی مزہ اسی کا

گہ صبر ہی گاہ اُف نکلنا   گہ شکوے ہیں گاہ ہاتھ ملنا
گہ دل کا سکون گہ اُچھلنا   رونا ہی کبھی کبھی ہی جلنا

اُلفت میں تو ہی مزہ اسی کا

ہی جور نیا جفا نرالی   ہی شرم نئی حیا نرالی
ہر شان ہی دیکھو کیا نرالی   انداز نیا ادا نرالی

عالم ہی یہ اُسکی نازکی کا

تلوار جو میان سے نکالی   رکھ دی کبھی پھر کبھی سنبھالی
تڑپا کے کسی کا دلِ عالی   انداز نیا ادا نرالی

عالم ہی یہ اُسکی نازکی کا

جانا وہ قرار کا چمن میں   گانا وہ ہزار کا چمن میں
لانا وہ نگار کا چمن میں   آنا وہ بہار کا چمن میں

کھِلنا وہ گلاب کی کلی کا

بسنا خوشبو کا پیرہن میں | پھر روح کا وہ سرو تن میں
بو مشک کی پھیلنا ختن میں | آنا وہ بہار کا چمن میں
کھلنا وہ گلاب کی کلی کا

کیا ہجر میں غم کیا ہی برسوں | بجھ بجھ کے یہ دل جلا ہی برسوں
خوں اپنا جگر ہوا ہی برسوں | آنکھوں سے لہو بہا ہی برسوں
یہ رنگ ہی اپنی عاشقی کا

شوخی کی پھبن ہی ہر ادا میں | الفت کا چلن ہی ہر ادا میں
دل لینے کا فن ہی ہر ادا میں | بیساختہ پن ہی ہر ادا میں
کیا شوخ مزاج ہی کسی کا

ہیں رنگ وفاؤنکے جفا میں | پوشیدہ ہیں شوخیاں حیا میں
ڈھائے گا غضب وہ انتہا میں | بیساختہ پن ہی ہر ادا میں
کیا شوخ مزاج ہے کسی کا

الفاظ ہیں کیسے پیارے پیارے | خود خوبی و حسن نے سنوارے
کرتا ہی کمال تک نظارے | اے رشک کلام ہیں تمہارے
انداز نیا ہی شاعری کا

دیگر

دے گی جو مدد قوتِ گفتار کہوں گا — سمجھائے گی جو حسرتِ دیدار کہوں گا
مجبور جو ہو جاؤں گا ناچار کہوں گا — کہنے کو تو میں حالِ دلِ زار کہوں گا
پر کہنے سے کیا فائدہ بے کار کہوں گا

ظلم و ستمِ چرخِ ستمگار کہوں گا — دل تھام کے کیفیتِ اغیار کہوں گا
جو عشق میں گذری ہے وہ سو بار کہوں گا — کہنے کو تو میں حالِ دلِ زار کہوں گا
پر کہنے سے کیا فائدہ بے کار کہوں گا

پہلے اُسے سفاک و جفا کار کہوں گا — پھر مونس و غمخوار و وفادار کہوں گا
پھر آرزوئیں دل کی بہ تکرار کہوں گا — کہنے کو تو میں حالِ دلِ زار کہوں گا
پر کہنے سے کیا فائدہ بیکار کہوں گا

یہ چشمِ فسوں ساز یہ شوخی یہ نزاکت — یہ عشق کا آغاز یہ شوخی یہ نزاکت
یہ آن و ادا ناز یہ شوخی یہ نزاکت — یہ حسن یہ انداز یہ شوخی یہ نزاکت
معشوق کو اپنے میں طرحدار کہوں گا

یہ آئینۂ رُخ کی تجلّی یہ نزاکت — یہ شعلۂ عارض کی ترقی یہ نزاکت
لب اور کسی شوخ میں آئی یہ نزاکت — یہ حسن یہ اندار یہ شوخی یہ نزاکت
معشوق کو اپنے میں طرحدار کہوں گا

نازوں میں ہے گرمی تو اداؤں میں شرارت
خوبی میں ہے خوبی تو لطافت میں لطافت
یہ اور ہی نقشا ہے یہ ہے اور ہی صورت
یہ حسن یہ انداز یہ شوخی یہ نزاکت

معشوق کو اپنے میں طرحدار کہوں گا

اچھا ہے یہی کچھ نہ ترس کھاؤ سزا دو
جو سارے زمانے سے نرالی ہو سزا دو
تڑپاؤ نہ تیغ نگہ پھیر دو سزا دو
خود مرنے لگا تم پہ یہ جو چاہو سزا دو

ہے دل کی خطا اسکو گنہگار کہوں گا

چھیڑا ہے مژگاں سے کہ زلفوں میں پھنسا دو
ظلم و ستم و جور کرو داغ جفا دو
یا الفت دشمن میں وفاؤں کو بھلا دو
خود مرنے لگا تم پہ یہ جو چاہو سزا دو

ہے دل کی خطا اسکو گنہگار کہوں گا

چھیڑیں مرے دلکو کہ ستائیں مرے دلکو
انداز نہ ملنے کے بتائیں مرے دلکو
جب لے گئے کیوں پھیر نے آئیں مرے دلکو
شوخی سے کہیں آپ چھپائیں مرے دلکو

میں آپ کی زلفوں میں گرفتار کہوں گا

عاشق رخ تاباں کے ہوئے قتل ہزاروں
مائل لب خنداں کے ہوئے قتل ہزاروں
ارمان دل و جاں کے ہوئے قتل ہزاروں
اک تیر سے مژگاں کے ہوئے قتل ہزاروں

سفاک ہے ابرو اسے تلوار کہوں گا

زنجیروں میں دیوانے کو جکڑیں گے تو جکڑیں   غصہ وہ کریں ناز سے اکڑیں گی تو اکڑیں

تکرار کریں وصل میں جھگڑیں گی تو جھگڑیں   مجبور ہوں میں آپ میں وہ بگڑیں گی تو بگڑیں

مطلب کی ہے جو بات وہ سو بار کہوں گا

خط آ جو گیا اور بھی تم ہو گئے پیارے   دل لینے لگے شوخ نگاہوں کے اشارے

ڈھانے لگے آفت رُخ و عارض کے نظارے   کچھ سبزے کے آثار ہیں چہرے پہ تمہارے

اب پھول سے رخسار کو گلزار کہوں گا

غم دیکھے جو دو چار کو کر دیتی ہیں اچھا   بگڑے ہوئے آزار کو کر دیتی ہیں اچھا

ہر داغِ دلِ زار کو کر دیتی ہیں اچھا   دم بھر میں جو بیمار کو کر دیتی ہیں اچھا

اُن نرگسی آنکھوں کو میں بیمار کہوں گا

الفت کی محبت کی نشانی ہو تو اچھا   آرامِ جگر راحتِ جانی ہو تو اچھا

یکتا ہو زلیخا کی جوانی ہو تو اچھا   دُنیا میں جو تم یوسفِ ثانی ہو تو اچھا

اس دل کو تمہارا میں خریدار کہوں گا

سب یاد شرارت ہے مجھے وصلِ عدو کی   کسدرجہ ندامت ہے مجھے وصلِ عدو کی

اب تک وہی حسرت ہے مجھے وصلِ عدو کی   کچھ اُن سے شکایت ہے مجھے وصلِ عدو کی

جب حد سے گذر جائیگی ناچار کہوں گا

سب یاد حکایت ہے مجھے وصل عدو کی
بھولی نہیں صورت ہے مجھے وصل عدو کی
تڑپاتی عنایت ہے مجھے وصل عدو کی
کچھ اُنسے شکایت ہے مجھے وصل عدو کی

جب حد سے گزر جائیگی ناچار کہوں گا

حاجت نہیں کچھ چاک گریباں کو رفو کی
یہ رسمِ محبت تو محبت کی ہے بھو کی
خواہش نہ لبِ شوق کو ہے جام وسبو کی
کچھ اُنسے شکایت ہے مجھے وصل عدو کی

جب حد سے گزر جائیگی ناچار کہوں گا

جو آئی محبت میں مصیبت وہ اُٹھائی
طرزِ ستم و ظلم یہ تھی سب سے نرالی
نالے نہ کئے منہ سے نہ اک اُف کبھی نکلی
کچھ اُنسے شکایت ہے مجھے وصل عدو کی

جب حد سے گزر جائیگی ناچار کہوں گا

کیا فکر ہے دشمن ہو اگر ساری خدائی
کہتا ہے کمال آپکا شیدا و فدائی
صورت نظر آنے لگے اپنوں کی پرائی
کونین میں جب کوئی کڑی رشک پہ آئی

ہیں آپسے یا حیدرِ کرّار کہوں گا

اقبال و حشم کو ہو ترقی میں ترقی
مٹ جائیں عدو خاک نہ باقی رہے اُنکی
وابستہ رہے دامنِ دولت سے خوشی بھی
کونین میں جب کوئی کڑی رشک پہ آئی

ہیں آپسے یا حیدرِ کرّار کہوں گا

دیگر

ادھر مائل نہیں وہ میل پیدا ہو نہیں سکتا
کدورت ہی بھری دل صاف اُس کا ہو نہیں سکتا
کسی صورت سے طے اُلفت کا جھگڑا ہو نہیں سکتا
جو ہو قاتل کبھی وہ دوست اپنا ہو نہیں سکتا
وہ بت جلاد ہے ہرگز مسیحا ہو نہیں سکتا

یہ حسرت اور یہ ارمان پورا ہو نہیں سکتا
یہ ممکن ہی نہیں اپنا پرایا ہو نہیں سکتا
مقدر جو بگڑ جائے وہ اچھا ہو نہیں سکتا
جو ہو قاتل کبھی وہ دوست اپنا ہو نہیں سکتا
وہ بُت جلاد ہی ہرگز مسیحا ہو نہیں سکتا

بہت مضطر ہی دل اسمیں محبت اب بتوں کی ہی
بس اب وُہ بھر ہی دل اسمیں محبت اب بتونکی ہی
غضب شُشدر ہی دل اسمیں محبت اب بتونکی ہی
خدا کا گھر ہی دل اسمیں محبت اب بتوں کی ہی
غلط کہتے ہیں سب کعبہ کلیسا ہو نہیں سکتا

تمنا اب بتونکی ہی تو حسرت اب بتونکی ہی
بتونکا جلوہ اب نہاں ہی صورت اب بتونکی ہی
جمایا جسنے نقشہ وہ شرارت اب بتونکی ہی
خدا کا گھر ہی دل اسمیں محبت اب بتونکی ہے
غلط کہتے ہیں سب کعبہ کلیسا ہو نہیں سکتا

جو کچھ باتیں کہیں شب کی تو وہ کہنے لگے ہنسکر
کبھی حسرت بیاں جب کی تو وہ کہنے لگے ہنسکر
شکایت اُنسے کی سب کی تو وہ کہنے لگے ہنسکر
کبھی جب بات مطلب کی تو وہ کہنے لگے ہنسکر
کہ سب کچھ اور ممکن ہی پر ایسا ہو نہیں سکتا

بڑھی جب بیخودی اپنی تو وہ کہنے لگے ہنسکر
تمنائے دلی روئی تو وہ کہنے لگے ہنسکر
ہوئے اشک آنکھ سے جاری تو وہ کہنے لگے ہنسکر
کہی جب بات مطلب کی تو وہ کہنے لگے ہنسکر

کہ سب کچھ اور ممکن ہے پر ایسا ہو نہیں سکتا

رہ رہ کے وہ دیر

کیا کرتے ہیں مجھ سے شوخیاں وہ دلبر اکثر
گرایا کرتے ہیں برقِ ستم دلبر وہ رہ رہ کر
کبھی ترچھی نگاہیں ہو گئیں کھینچا کبھی خنجر
کہی جب بات مطلب کی تو وہ کہنے لگے ہنسکر

کہ سب کچھ اور ممکن ہے پر ایسا ہو نہیں سکتا

جفا کیسی وفا کیسی یہ سب بیکار ہیں باتیں
ادا کیسی حیا کیسی یہ سب بیکار ہیں باتیں
بقا کیسی فنا کیسی یہ سب بیکار ہیں باتیں
شفا کیسی دوا کیسی یہ سب بیکار ہیں باتیں

محبت کا جو ہو بیمار اچھا ہو نہیں سکتا

یہ اب بیسود تدبیریں یہ اب بیکار ہیں باتیں
اثر کیا خاک دکھلائیں گی جب بیکار ہیں باتیں
طبیبوں کو ہے کیوں اصرار عجب بیکار ہیں باتیں
شفا کیسی دوا کیسی یہ سب بیکار ہیں باتیں

محبت کا جو ہو بیمار اچھا ہو نہیں سکتا

مریضِ غم کے حق میں زہر ہیں قاتل ہیں یہ باتیں
بھلا کب چارہ گر دردِ دل بیمار ہیں باتیں
یہ غمخواروں کی ہیں چھیڑیں یہ دل آزار ہیں باتیں
شفا کیسی دوا کیسی یہ سب بیکار ہیں باتیں

محبت کا جو ہو بیمار اچھا ہو نہیں سکتا

دعا بے سود بے تاثیر ہوتی ہیں مناجاتیں
گزرتے ہیں تڑپ کر ہجر کے دن کٹتی ہیں راتیں
کوئی تدبیر چلتی ہے نہ کام آتی ہیں کچھ گھاتیں
شفا کیسی دوا کیسی یہ سب بیکار ہیں باتیں

محبت کا جو ہو بیمار اچھا ہو نہیں سکتا

نئی منزل ہیں رکھتے ہیں سمجھ کر قدرت باری
نگہ میں تل ہیں رکھتے ہیں سمجھ کر قدرت باری
بھری محفل میں رکھتے ہیں سمجھ کر قدرت باری
بتوں کو دل میں رکھتے ہیں سمجھ کر قدرت باری

خدا کا گھر ہے یہ کعبہ کلیسا ہو نہیں سکتا

نمایاں ہوتی ہے ان سے برابر قدرت باری
عجب ہے شان جس میں کرتی ہے گھر قدرت باری
نگاہیں دیکھتی ہیں ان میں اکثر قدرت باری
بتوں کو دل میں رکھتے ہیں سمجھ کر قدرت باری

خدا کا گھر ہے یہ کعبہ کلیسا ہو نہیں سکتا

نہیں کچھ اعتبار اسکا اسی نے کی دغا ہم سے
زباں سے کیا کریں شکوا اسی نے کی دغا ہم سے
بُرا یہ بیوفا نکلا اسی نے کی دغا ہم سے
کلیجے میں اسے رکھا اسی نے کی دغا ہم سے

بس اب یہ دل تمہارا ہے ہمارا ہو نہیں سکتا

تمہارا آشنا ہو کر ہوا نا آشنا ہم سے
مثالِ سایہ کیسا ہو گیا ظالم جدا ہم سے
غضب ہے ترچھی نظروں کی طرح کیا پھر گیا ہم سے
کلیجے میں اسے رکھا اسی نے کی دغا ہم سے

بس اب یہ دل تمہارا ہے ہمارا ہو نہیں سکتا

ادھر غمزہ ہر اک بانکا اُدھر تسخیر ابرو ہی
ادھر خم زلفِ پیچاں کا اُدھر تحریر ابرو ہی
ادھر خنجر گریباں کا اُدھر تصویر ابرو ہی
ادھر ہی تیر مژگاں کا اُدھر شمشیر ابرو ہی

جگر اور دل کا آپس میں جھگڑا ہو نہیں سکتا

ادھر ہی چینِ پیشانی اُدھر وہ دامِ گیسو ہی
ادھر خنجر اشاروں کا اُدھر آنکھوں کا جادو ہی
ادھر ہی قتل کا ساماں اُدھر بخشش کا پہلو ہے
ادھر ہی تیر مژگاں کا اُدھر شمشیر ابرو ہے

جگر اور دل کا آپس میں جھگڑا ہو نہیں سکتا

بلا ہی عشق کا کوچہ ستم ہی زلف میں پھنسنا
نیا ہی عشق کا کوچہ ستم ہی زلف میں پھنسنا
جفا ہی عشق کا کوچہ ستم ہی زلف میں پھنسنا
برا ہی عشق کا کوچہ ستم ہی زلف میں پھنسنا

ارے دل سوچکر جانا پھر آنا ہو نہیں سکتا

مقدر کا مقرر پیچ و خم ہی زلف میں پھنسنا
اسیروں کے لیئے دامِ الم ہی زلف میں پھنسنا
ترقیِ جنوں ساماں غم ہی زلف میں پھنسنا
برا ہی عشق کا کوچہ ستم ہی زلف میں پھنسنا

ارے دل سوچکر جانا پھر آنا ہو نہیں سکتا

خدا آگاہ ہی جیسی مصیبت شاکؔ نے جھیلی
صنم جیسی بڑی ویسی مصیبت شاکؔ نے جھیلی
بیاں ہوتی نہیں ایسی مصیبت شاکؔ نے جھیلی
تمہارے عشق میں کیسی مصیبت شاکؔ نے جھیلی

مگر تم سے زرا سا کام اُس کا ہو نہیں سکتا

دیگر

بڑھی کیسی شانِ جنابِ اول اول ۔۔۔ ملا سب سے اعلیٰ خطاب اول اول
چمک کر بنے آفتاب اول اول ۔۔۔ وصی جب ہوئے انتخاب اول اول
ہوئے منتخب بوتراب اول اول

کرم جب ہوا بےحساب اول اول ۔۔۔ خدا نے کیا لاجواب اول اول
بنے دین کے آفتاب اول اول ۔۔۔ وصی جب ہوئے انتخاب اول اول
ہوئے منتخب بوتراب اول اول

دیا مرتبہ بےحساب اول اول ۔۔۔ بنایا مہ و آفتاب اول اول
کیا آپ کو لاجواب اول اول ۔۔۔ نبی نے کہا بوتراب اول اول
علی کو ملا یہ خطاب اول اول

جو دیکھا رخِ بےنقاب اول اول ۔۔۔ فلک نے کہا آفتاب اول اول
زمیں نے کیا انتخاب اول اول ۔۔۔ نبی نے کہا بوتراب اول اول
علی کو ملا یہ خطاب اول اول

یہ تھی حسن کی آب و تاب اول اول ۔۔۔ نظر آتے تھے آفتاب اول اول
نہیں تھا تمہارا جواب اول اول ۔۔۔ حسینوں میں تھے انتخاب اول اول
غضب تھا تمہارا شباب اول اول

شرارت تھی کچھ بے حساب اول اول — وہ تھیں شوخیاں لاجواب اول اول
عجب لطف کا تھا عتاب اول اول — حسینوں میں تھے انتخاب اول اول
غضب تھا تمہارا شباب اول اول

نرالی ادا تھی نئی شان ساقی — کہ جو توڑ دیتی تھی پیمان ساقی
دیئے دیتے تھے شیشے تک جان ساقی — ترے ننھے ہاتھوں کے قربان ساقی
پلائی تھی جن سے شراب اول اول

نگاہوں میں پھرتی ہے وہ شان ساقی — لیا جسنے دین اور ایمان ساقی
نکالا مرے دل کا ارمان ساقی — ترے ننھے ہاتھوں کے قربان ساقی
پلائی تھی جن سے شراب اول اول

سمانے لگا خونِ دل آنسوؤں میں — بہانے لگا خون دل آنسوؤں میں
ملانے لگا خونِ دل آنسوؤں میں — اب آنے لگا خون دل آنسوؤں میں
بھی خوب چشمِ پُر آب اول اول

غمِ ہجر ہے مشتعل آنسوؤں میں — جو روتا ہے یوں منتقل آنسوؤں میں
نہ بہجائیں آنکھوں کے تل آنسوؤں میں — اب آنے لگا خونِ دل آنسوؤں میں
بھی خوب چشمِ پُر آب اول اول

غضب کی تھی برِش ترے ابروؤں میں
نہاں تھا مقدر کاکل گیسوؤں میں
ترقی ہوئی درد کی پہلوؤں میں
اب آنے لگا خون دل آنسوؤں میں

بہی خوب چشم پُر آب اول اول

مرا دم وہ بھرنے لگے آخر آخر
مجھی پر وہ مرنے لگے آخر آخر
ادا سے سنورنے لگے آخر آخر
محبت وہ کرنے لگے آخر آخر

جنھیں تھا بہت اجتناب اول اول

اک الزام دھرنے لگے آخر آخر
بگڑ کر سنورنے لگے آخر آخر
لیا دل مُکرنے لگے آخر آخر
محبت وہ کرنے لگے آخر آخر

جنھیں تھا بہت اجتناب اول اول

اثر کچھ محبت کا ہم سے نہ پوچھو
الم دردِ فرقت کا ہم سے نہ پوچھو
قلق شکلِ حسرت کا ہم سے نہ پوچھو
مزہ سوزِ الفت کا ہم سے نہ پوچھو

ہوا دل تو جل کر کباب اول اول

اثر غم کی شدت کا ہم سے نہ پوچھو
مآل اس حکایت کا ہم سے نہ پوچھو
نتیجہ محبت کا ہم سے نہ پوچھو
مزہ سوزِ الفت کا ہم سے نہ پوچھو

ہوا دل تو جل کر کباب اول اول

خلش درد کی خارِ غم سے نہ پوچھو	جو گذری اسیرِ ستم سے نہ پوچھو
لبوں پر کھنچ آئیگو دم سے نہ پوچھو	مزہ سوزِ اُلفت کا ہم سے نہ پوچھو

ہوا دل تو جل کر کباب اول اول

بُرا داغ ہوتا ہے فرقت کا پیارے	نہیں طور اچھا عداوت کا پیارے
ذرا سیکھ لو ڈھنگ اُلفت کا پیارے	نہیں ہے یہ شیوہ محبت کا پیارے

یہ کیوں بے سبب ہے عتاب اول اول

یہ ہے رنج بیجا محبت کا پیارے	نہیں شکوہ کرتا محبت کا پیارے
یہ انداز کیا ہے محبت کا پیارے	نہیں ہے یہ شیوا محبت کا پیارے

یہ کیوں بے سبب ہے عتاب اول اول

ذرا تمکو اُٹھتی جوانی اوبھارے	نقاب اُلٹو رُخ سے کہ ہوں کچھ نظارے
ہوئے تم ہمارے ہوئے ہم تمہارے	نہیں ہے یہ شیوا محبت کا پیارے

یہ کیوں بے سبب ہے عتاب اول اول

بڑھی شان فرقت کی صدمو نسے آخر	گھٹی آن فرقت کی صدمو نسے آخر
ہری جان فرقت کے صدمو نسے آخر	گئی جان فرقت کے صدمو نسے آخر

ہوا خانۂ دل خراب اول اول

بجھا دل محبت کے صدموں سے آخر
ہوئے کشتہ قسمت کے صدمونسے آخر
جلے داغِ حسرت کے صدموں سے آخر
گئی جان فرقت کے صدموں سے آخر

ہوا خانۂ دل خراب اول اول

بنے خوب صابر رہے خوب شاکر
نتیجہ ہوا اپنی الفت کا ظاہر
کسی پر نہ ہرگز ہوئے بارِ خاطر
گئی جان فرقت کے صدمونسے آخر

ہوا خانۂ دل خراب اول اول

جفا کی غضبناکیاں اب کہاں ہیں
نظر کی وہ چالاکیاں اب کہاں ہیں
ادا کی وہ سفاکیاں اب کہاں ہیں
وہ بچپن وہ بیباکیاں اب کہاں ہیں

نہ تھا اُن کو ہم سے حجاب اول اول

عدو پر وہ نامہرباں اب کہاں ہیں
وہ ہر وقت ایذا رساں اب کہاں ہیں
وہ آمادۂ امتحاں اب کہاں ہیں
وہ بچپن وہ بیباکیاں اب کہاں ہیں

نہ تھا اُن کو ہم سے حجاب اول اول

بنے تھے کبھی مہرباں اب کہاں ہیں
شرارت سے وہ میہماں اب کہاں ہیں
ہوئے تھے کبھی پرازداں اب کہاں ہیں
وہ بچپن وہ بیباکیاں اب کہاں ہیں

نہ تھا اُن کو ہم سے حجاب اول اول

عیاں ہیں کبھی تو کبھی وہ نہاں ہیں
کبھی وہ یہاں ہیں کبھی وہ وہاں ہیں
عدو کے کبھی گہ ہمارے مہماں ہیں
وہ بچپن وہ بیباکیاں اب کہاں ہیں

نہ تھا اُن کو ہم سے حجاب اول اول

وہ پہلے سے ناز اور غمزے کہاں ہیں
ادا سے نہ شرمائیں کیونکر جواں ہیں
نہ کچھ روٹھتے ہیں نہ کچھ بدگماں ہیں
وہ بچپن وہ بیباکیاں اب کہاں ہیں

نہ تھا اُن کو ہم سے حجاب اول اول

تمنا بڑھی خونِ دل پی کے ساقی
گذر ہی گئی خونِ دل پی کے ساقی
کٹی زندگی خونِ دل پی کے ساقی
بسر عمر کی خونِ دل پی کے ساقی

پلائی تھی کیسی شراب اول اول

میں صدقے تری کج نگاہی کے ساقی
اجل کو کیا منفعل جی کے ساقی
نثار اس شرارت کی شوخی کی ساقی
بسر عمر کی خونِ دل پی کے ساقی

پلائی تھی کیسی شراب اول اول

لچکتی کمر اور بانکی وہ چتون
وہ شوخی وہ شر اور بانکی وہ چتون
حیا فتنہ گر اور بانکی وہ چتون
وہ ترچھی نظر اور بانکی وہ چتون

ادا تھی ہر اک لاجواب اول اول

وہ غمزے اور اک نوجواں کی وہ چتون
وہ شوخی اور اک جانجاں کی وہ چتون
وہ ناز ایک ابروکماں کی وہ چتون
وہ ترچھی نظر اور بانکی وہ چتون

ادا تھی ہر ایک لاجواب اول اول

وہ حسن اور وہ جلوۂ روئے روشن
چراغ ایک جلتا ہوا زیرِ دامن
ہٹا دینے والا دل اٹھتا وہ جوبن
وہ ترچھی نظر اور بانکی وہ چتون

ادا تھی ہر ایک لاجواب اول اول

قیامت سے بڑھ کر سیہ زلف کافر
بلاؤں کی ہمسر سیہ زلف کافر
غضب شکلِ اژدر سیہ زلف کافر
وہ مکھڑا اور اس پر سیہ زلف کافر

دکھاتی تھی کیا پیچ و تاب اول اول

بنی تھی ستمگر سیہ زلف کافر
عدوئے مقدر سیہ زلف کافر
بڑھاتی تھی گھونگر سیہ زلف کافر
وہ مکھڑا اور اس پر سیہ زلف کافر

دکھاتی تھی کیا پیچ و تاب اول اول

عجب شان تھی مصحفِ رخ سے ظاہر
کہ سکتے کے عالم میں آتے تھے ناظر
ہوا خط نکلنے سے اب حسن آخر
وہ مکھڑا اور اس پر سیہ زلف کافر

دکھاتی تھی کیا پیچ و تاب اول اول

سنورتا ہے جوبن نکھرتی ہی رنگت
نکھرتا ہی جوبن نکھرتی ہی رنگت

ٹھہرتا ہی جوبن نکھرتی ہی رنگت
اُبھرتا ہی جوبن نکھرتی ہی رنگت

لڑکپن ہی آخر شباب اول اول

قیامت ہی جوبن نکھرتی ہی رنگت
اٹھاؤ بھی چلمن نکھرتی ہی رنگت

ادائیں ہیں پُرفن نکھرتی ہی رنگت
اوبھرتا ہی جوبن نکھرتی ہی رنگت

لڑکپن ہی آخر شباب اول اول

عجب حُسن سے اب سنورتی ہی رنگت
گزرتی ہی حد سے اُبھرتی ہی رنگت

جوانی میں اک رنگ بھرتی ہی رنگت
اُبھرتا ہی جوبن نکھرتی ہی رنگت

لڑکپن ہی آخر شباب اول اول

یہ لوٹے مزے میکدہ تیرا ساقی
دعا سب کی لے میکدہ تیرا ساقی

یوہیں لطف دے میکدہ تیرا ساقی
سلامت رہے میکدہ تیرا ساقی

ملی جس سے ہمکو شراب اول اول

زمانے میں کوئی نہیں تجھ سا ساقی
پھر اس جامِ خالی کو بھر دینا ساقی

غنی دل کا ساقی سخی دل کا ساقی
سلامت رہے میکدہ تیرا ساقی

ملی جس سے ہمکو شراب اول اول

نزاکت نے برسوں جُھلایا ہی ہمکو — عداوت نے برسوں مٹایا ہی ہمکو
طبیعت نے برسوں ستایا ہے ہمکو — محبت نے برسوں رُلایا ہی ہمکو
جلایا ہی مثلِ کباب اول اول

تری جستجو نے پھرایا ہے ہم کو — قیامت کا صحرا دکھایا ہی ہم کو
مٹایا ہے ہم کو ستایا ہے ہمکو — محبت نے برسوں رُلایا ہی ہمکو
جلایا ہے مثلِ کباب اول اول

اُٹھایا ہے ہمکو بٹھایا ہے ہم کو — بٹھایا ہے ہمکو اُٹھایا ہے ہمکو
ستایا ہے ہمکو ستایا ہے ہمکو — محبت نے برسوں رُلایا ہی ہمکو
جلایا ہے مثلِ کباب اول اول

غضب میں پڑے دیکے دل اک صنم کو — ملا چین فرقت میں دم بھر نہ دم کو
کیا صبر کھایا کئے رنج و غم کو — محبت نے برسوں رُلایا ہی ہمکو
جلایا ہے مثلِ کباب اول اول

کبھی رنگ لائے گا جب دل کسی کا — نہ تسکین پائیگا جب دل کسی کا
قیامت اُٹھائے گا جب دل کسیکا — کسی بُت پہ آئے گا جب دل کسی کا
تو سہنا پڑے گا عذاب اول اول

اگر جائے گا بے طلب دل کسی کا
اُٹھائے گا رنج و تعب دل کسی کا
تو ڈھائے گا قہر و غضب دل کسی کا
کسی بُت پہ آئے گا جب دل کسی کا

تو سہنا پڑے گا عذاب اول اول

جلائے گی دل شمعِ محفل کسی کا
تڑپ کر نہ ٹھہرے گا بسمل کسی کا
بنے گا ہر ارمان قاتل کسی کا
کسی بُت پہ آئے گا جب دل کسی کا

تو سہنا پڑے گا عذاب اول اول

کوئی تڑپے مشتاق اک کھیل ٹھہرا
نہوں لطف و اشفاق اک کھیل ٹھہرا
کسی پر ہو دل شاق اک کھیل ٹھہرا
وہاں قتل عشاق اک کھیل ٹھہرا

اُمنگو نپہ تھا جب شباب اول اول

وہ خنجر کی برش کہ ہو آب زہرا
وہ نوکِ مژہ جس سے ہو زخم گہرا
وہ آمادہ خوں دو پٹا سنہرا
وہاں قتل عشاق اک کھیل ٹھہرا

اُمنگو نپہ تھا جب شباب اول اول

کبھی ابروؤں میں بل آیا غضب کا
کبھی ترچھی نظروں سے خنجر اُٹھایا
کبھی اپنے ترکش میں ناوک کو جوڑا
وہاں قتلِ عشاق اک کھیل ٹھہرا

اُمنگو نپہ تھا جب شباب اول اول

چمن میں ہوئی گل کو شبنم سے نفرت
ہوئی ایک عالم کو عالم سے نفرت
ہوئی جملہ عشاق کو غم سے نفرت
بتاؤ تو کیوں ہوگئی ہم سے نفرت

ہمارا تھا عاشق خطاب اول اول

الم سے ہے نفرت تو اب غم سے نفرت
ہمیں بھی ہوئی ایک عالم سے نفرت
اور اس گریہ چشم پر نم سے نفرت
بتاؤ تو کیوں ہوگئی ہم سے نفرت

ہمارا تھا عاشق خطاب اول اول

تمھیں ہم سے نفرت ہمیں تم سے رغبت
تمھاری وہ عادت ہماری یہ عادت
تمھیں ہے عداوت ہمیں ہے محبت
بتاؤ تو کیوں ہوگئی ہم سے نفرت

ہمارا تھا عاشق خطاب اول اول

پھری آپ ہی آپ چشم عنایت
ہمیں مار ڈالے گی اب یہ ندامت
مقدر نے یوں دفعتاً بدلی صورت
بتاؤ تو کیوں ہوگئی ہم سے نفرت

ہمارا تھا عاشق خطاب اول اول

جسے سمجھے اچھا وہ اچھا برا ہے
محبت کا آخر نتیجا برا ہے
حقیقت میں دل کا لگانا برا ہے
حسینوں سے ملنے کا لپکا برا ہے

اسی سے ہوئے ہم خراب اول اول

جسے بد کہے اک زمانا بُرا ہے — خرابی ہو جس میں وہ نقشا بُرا ہے
سمجھ میں اب آیا یہ اچھا بُرا ہے — حسینوں سے ملنے کا لپکا بُرا ہے

اِسی سے ہوئے ہم خرابِ اول اول

یہ وحشت بُری ہے یہ سودا بُرا ہے — یہ صورت بُری ہے یہ نقشا بُرا ہے
یہ عادت بُری ہے یہ شیوا بُرا ہے — حسینوں سے ملنے کا لپکا بُرا ہے

اِسی سے ہوئے ہم خرابِ اول اول

زمانہ یہ کہتا تھا کیا ہو گیا ہے — دل اپنا یہ کیں بیوفا کو دیا ہے
جو اس رنگ سے پائمالِ جفا ہے — حسینوں سے ملنے کا لپکا بُرا ہے

اِسی سے ہوئے ہم خرابِ اول اول

ہوئے سب میں جلوہ نما جب محمدؐ — ہوئے ہادی و مقتدا جب محمدؐ
بنے رہنما پیشوا جب محمدؐ — مدینہ بنے علم کا جب محمدؐ

تو حیدر ہوئے اُس کا بابِ اول اول

علی کے ثناخواں نہ تھے کب محمدؐ — بتا دیتے تھے سب کا مطلب محمدؐ
لبوں سے لگا دیتے تھے لب محمدؐ — مدینہ بنے علم کا جب محمدؐ

تو حیدر ہوئے اُس کا بابِ اول اول

سکھاتے تھے اسرار مخفی سب محمدؐ — نہ پوشیدہ رکھتے تھے مطلب محمدؐ
بہت جانتے تھے مقرب محمدؐ — مدینہ بنے علم کا جب محمدؐ

تو حیدر ہوئے اُسکا باب اول اول

بنے شانِ رب جلوۂ رب محمدؐ — نظر آئے ہر صبح ہر شب محمدؐ
نگاہوں سے پنہاں ہوئے کب محمدؐ — مدینہ بنے علم کا جب محمدؐ

تو حیدر ہوئے اُسکا باب اول اول

ملے مرتبے وہ کہ جن کی نہ تھی حد — ہوئی آپ میں عقل کل تک مقید
نہیں شبہہ اس میں کہ ہیں نفسِ احمد — مدینہ بنے علم کا جب محمد

تو حیدر ہوئے اُس کا باب اول اول

لگاتے ہیں کیا آگ اُلفت کے پردے — جلاتے ہیں دل کو شرارت کے پردے
یہ آفت کے ہیں یہ قیامت کے پردے — پڑے ہیں اب آنکھوں پہ غفلت کے پردے

کہ منہ سے لگی ہے شراب اول اول

ستم کے ہیں پردے شرارت کے پردے — تمنا کے پردے ہیں حسرت کے پردے
یہی تو ہیں برگشتہ قسمت کے پردے — پڑے ہیں اب آنکھوں پہ غفلت کے پردے

کہ منہ سے لگی ہے شراب اول اول

محبت کسی کو نہ مدہوش کر دے
یہی کہہ رہا ہوں کہ بھر جام بھر کے
نہ یوں شوقِ مے میں غضب کا اثر دے
پڑے ہیں اب آنکھوں پہ غفلت کے پردے
کہ منہ سے لگی ہے شراب اول اول

ہوئے اشک بہنے کے الفت میں خوگر
زباں سے نہ کہنے کے الفت میں خوگر
ہوئے چپ ہی رہنے کے الفت میں خوگر
ہوئے ظلم سہنے کے الفت میں خوگر
بہت تھا ہمیں اضطراب دل اول

نہیں ہیں تڑپنے کے فرقت میں خوگر
ہوئے رنج کے غم کے رحمت میں خوگر
فغاں کے نہیں ہیں محبت میں خوگر
ہوئے ظلم سہنے کے الفت میں خوگر
بہت تھا ہمیں اضطراب دل اول

تپاں مثلِ سیماب رہتے تھے اکثر
کبھی آہیں گہ نالے آتے تھے لب پر
نہ دل کو کہیں چین ملتا تھا دم بھر
ہوئے ظلم سہنے کے الفت میں خوگر
بہت تھا ہمیں اضطراب دل اول

قیامت کا غمزہ اُن آنکھوں میں دیکھا
بلا کا کرشمہ اُن آنکھوں میں دیکھا
اک آفت کا عشوہ اُن آنکھوں میں دیکھا
جوانی کا نشہ اُن آنکھوں میں دیکھا
ہوئے مست پی کر شراب اول اول

بیاں کیا کسی سے کریں لطف اسکا — مزے کا سرور اپنی آنکھوں نہیں آیا
عجب شوق دل نے دکھایا تماشا — جوانی کا نشہ اُن آنکھوں میں دیکھا

ہوئے مست پیکر شراب اول اول

خدا کے لیئے بن نہ بیدرد قاتل — نہ خوں لگا کر شہیدوں میں داخل
جو ٹوٹا تو پھر اس کا جڑنا ہے مشکل — نہایت ہی نازک ہے یہ شیشۂ دل

نہ توڑ اِسکو مثلِ حباب اول اول

ترا مشغلہ دل لگی ہے یہ قاتل — یہ ہے شوخیوں کی شرارت کے قابل
ترس کھا بناہوں کسیکو نہ بیدل — نہایت ہی نازک ہے یہ شیشۂ دل

نہ توڑ اِسکو مثلِ حباب اول اول

جو کی ہے توجہ ادھر رشک تم نے — دکھایا مضامیں کا گھر رشک تم نے
بھرے خوب لعل و گہر رشک تم نے — ابھی ابتدا ہے مگر رشک تم نے

کہی ہے غزل لاجواب اول اول

خدا فکر میں اس سے بڑھکر ہو استاد — فزوں ہوں خیالات عالی کے رتبے
کمال اب معرّف ہو یوں انتہا سے — ابھی ابتدا ہے مگر رشک تم نے

کہی ہے غزل لاجواب اول اول

دیگر

غیروں سے کیا ملے ہیں وہ اور شان پر ہیں
نازاں زبان پر ہیں حیراں بیان پر ہیں
اب وہ نہیں زمیں پہ اب آسمان پہ ہیں
رنجش کی ساری باتیں انکی زبان پہ ہیں
ہم سے بہت کھنچے ہیں کس آن بان پر ہیں

مائل ہزار دل سے اُنکے بیان پر ہیں
کہتے نہیں کسی سے جو صدمے جان پر ہیں
مفتوں ادا پر اُن کی اور اُنکی شان پر ہیں
رنجش کی ساری باتیں اُنکی زبان پر ہیں
ہم سے بہت کھنچے ہیں کس آن بان پر ہیں

شاکر ہم اور صابر قسمت کی شان پر ہیں
کیا یاس کی نگاہیں عشووں اُن پہ ہیں
خاموش اور سباکت اُنکے بیان پہ ہیں
رنجش کی ساری باتیں اُنکی زبان پر ہیں
ہم سے بہت کھنچے ہیں کس آن بان پہ ہیں

اب حشر ہوگا برپا ظالم تری نظر سے
بس دل کا خون ہوگا ظالم تری نظر سے
مٹ جائیگی تمنا ظالم تری نظر سے
چھد جائے گا کلیجا ظالم تری نظر سے
تیر نگہ کے پیکاں دونوں کمان پر ہیں

کرتا ہی دشمنی کیوں قائل زمانے بھر سے
تلوار کھینچتا ہی اب کس لیئے کمر سے
فتنے اُٹھا نہ ملکر تو چرخِ فتنہ گر سے
چھد جائیگا کلیجا ظالم تری نظر سے
تیر نگہ کے پیکاں دونوں کمان پہ ہیں

بوئے نگار آئی غنچے چٹک رہے ہیں — مے خوشگوار آئی غنچے چٹک رہے ہیں
صرصر پکار آئی غنچے چٹک رہے ہیں — فصلِ بہار آئی غنچے چٹک رہے ہیں

جو خار ہیں چمن میں بلبل کی جان پر ہیں

اے حسن تیرے غنچے کیا کیا چٹک رہے ہیں — اے عشق پھول تیرے کیا کیا مہک رہے ہیں
اے یار داغ تیرے کیا کیا چمک رہے ہیں — فصلِ بہار آئی غنچے چٹک رہے ہیں

جو خار ہیں چمن میں بلبل کی جان پر ہیں

شیشوں کے دل ہیں خنداں کیا کیا چمک رہے ہیں — لبریز مے سے ساغر کیسے چھلک رہے ہیں
پیکر بہک رہے ہیں مے کش چہک رہے ہیں — فصلِ بہار آئی غنچے چٹک رہے ہیں

جو خار ہیں چمن میں بلبل کی جان پر ہیں

یاد آئے پھر وہ صدمے جو ہجر میں سہے ہیں — بہنے لگے پھر آنسو جس رنگ سے بہے ہیں
پھر آئے وہ زباں پر افسانے جو کہے ہیں — فصلِ بہار آئی غنچے چٹک رہے ہیں

جو خار ہیں چمن میں بلبل کی جان پر ہیں

ہم پر کرم کئے ہیں سرخی نے تیری لب کی — خنجر ظلم کئے ہیں سرخی نے تیرے لب کی
احساں کم کئے ہیں سرخی نے تیری لب کی — کیا کیا ستم کئے ہیں سرخی نے تیرے لب کی

یہ خون عاشقوں کے سب ایک پان پر ہیں

قاتل غمزے لئے ہیں سُرخی نے تیرے لب کی
رنج والم دئیے ہیں سُرخی نے تیرے لب کی
کس درجہ خوں پیئے ہیں سُرخی نے تیرے لب کی
کیا کیا ستم کئے ہیں سُرخی نے تیرے لب کی
یہ خون عاشقوں کے سب ایک پان پر ہیں

اچھا ہے دل لگانا پوچھے یہ کوئی ہم سے
ایذا ہے دل لگانا پوچھے یہ کوئی ہم سے
بیجا ہے دل لگانا پوچھے یہ کوئی ہم سے
کیسا ہے دل لگانا پوچھے یہ کوئی ہم سے
جتنے مزے اُٹھائے ابتک زبان پر ہیں

کیا شئے ہے دل کا آنا پوچھے یہ کوئی ہمسے
آنا ہے دل کا جانا پوچھے یہ کوئی ہم سے
آفت ہے غم کا کھانا پوچھے یہ کوئی ہمسے
کیسا ہے دل لگانا پوچھے یہ کوئی ہم سے
جتنے مزے اُٹھائے ابتک زبان پر ہیں

بڑھتی ہے دل کی اُلجھن زلفوں کے پیچ وخم سے
پھنکتا ہے پھر کلیجہ سوزِ نہانِ غم سے
عاشق بچائے دلکو معشوق کے ستم سے
کیسا ہے دل لگانا پوچھے یہ کوئی ہم سے
جتنے مزے اُٹھائے ابتک زبان پر ہیں

مائل ادھر کیا ہے اس آرزو سے ہم نے
آنکھوں میں گھر کیا ہے اس آرزو سے ہمنے
دل پر اثر کیا ہے اس آرزو سے ہم نے
سینہ سپر کیا ہے اس آرزو سے ہمنے
تولے ہوئے وہ پیکاں اپنی کمان پر ہیں

یہ دل اُنھیں دیا ہی اس آرزو سے ہمنے
خوں اپنا خود پیا ہی اس آرزو سے ہمنے
غم عشق کا لیا ہی اس آرزو سے ہمنے
سینہ سپر کیا ہی اس آرزو سے ہمنے
تولے ہوئے وہ پیکاں اپنی کمان پر ہیں

اس عشق کو نبا ہا اک آبرو سے ہمنے
بڑھ بڑھ کے گفتگو کی ہر جنگجو سے ہمنے
زور آزمائیاں کیں کیا کیا عدو سے ہمنے
سینہ سپر کیا ہی اس آرزو سے ہمنے
تولے ہوئے وہ پیکاں اپنی کمان پر ہیں

قہر و غضب تڑپ ہی ملتی نہیں تسلّی
کب بے سبب تڑپ ہی ملتی نہیں تسلّی
راحت طلب تڑپ ہی ملتی نہیں تسلّی
دلکو عجب تڑپ ہی ملتی نہیں تسلّی
سارے جہاں کے صدمے اس نیم جان پر ہیں

درمانِ دردِ دل ہی اے نازنیں تسلّی
آتا قرار کچھ تو ملتی کہیں تسلّی
غمخوار ہے تسلّی پھر ہمنشیں تسلّی
دلکو عجب تڑپ ہی ملتی نہیں تسلّی
سارے جہاں کے صدمے اس نیم جان پر ہیں

جاتا نہیں تلوّن جاتی نہیں تعلّی
معشوق کی ادا نے شان اپنی کچھ بدل لی
آتی نہیں ہی دیکھو ہمکو نظر تجلّی
دلکو عجب تڑپ ہی ملتی نہیں تسلّی
سارے جہاں کے صدمے اس نیم جان پر ہیں

قسمت کو رو رہی ہی مجھ ناتواں کی مٹی
تاثیر کھو رہی ہی مجھ ناتواں کی مٹی

غم دل سے دھو رہی ہی مجھ ناتواں کی مٹی
برباد ہو رہی ہی مجھ ناتواں کی مٹی

چھائے ہوئے بگولے اُنکے مکان پر ہیں

کیونکر بھلا وہ چپ ہو کلیاں جو کھل رہی ہیں
یہ رمز خود ہی سمجھو کلیاں جو کھل رہی ہیں

کیا آئے چین دلکو کلیاں جو کھل رہی ہیں
بلبل سے کچھ نہ پوچھو کلیاں جو کھل رہی ہیں

کرتی ہی سرد آہیں نالے زبان پر ہیں

آفت ہیں سختیاں وہ جو قید میں سہی ہیں
گزری مصیبتیں جو کس سے بھلا کہی ہیں

آنکھوں سے خون کی بھی بہر ندیاں بہی ہیں
بلبل سے کچھ نہ پوچھو کلیاں جو کھل رہی ہیں

کرتی ہی سرد آہیں نالے زبان پر ہیں

غم جوش کھائے دلمیں کیا جانیں آپ اُسکو
جو ہو سکے نہ دلمیں کیا جانیں آپ اُسکو

خود بھو ٹیں چھائے دلمیں کیا جانیں آپ اُسکو
جو کچھ ہی میرے دلمیں کیا جانیں آپ اُسکو

موقوف ساری باتیں میرے بیان پر ہیں

بس اپنے حق میں بویا آنکھوں سے خون رویا
آنکھوں سے خون رویا آنکھوں سے خون رویا

جاگا نہ بخت سویا آنکھوں سے خون رویا
ہاتھوں سے دلکو کھویا آنکھوں سے خون رویا

اب آہ اور نالے سب آسمان پر ہیں

جاگا نہ وصل کی شب اسطرح بخت سویا
اُسکے غبار دلکو کب آنسوؤں سے دھویا

کیا وقت تھا غنیمت غفلت میں جسکو کھویا
ہاتھوں سے دلکو کھویا آنکھوں سے خون رویا

اب آہ اور نالے سب آسمان پر ہیں

لاتی ہے رنگ اُلفت آتی ہے اب جوانی
آتی ہے اب قیامت آتی ہے اب جوانی

بڑھتی ہے دلکی حسرت آتی ہے اب جوانی
بچپن ہوا ہے رخصت آتی ہے اب جوانی

رنگت نکھر رہی ہے جوبن اُٹھان پر ہیں

بڑھتی ہے اب نزاکت آتی ہے اب جوانی
ہوتی ہے اور صورت آتی ہے اب جوانی

آتی ہے اب شرارت آتی ہے اب جوانی
بچپن ہوا ہے رخصت آتی ہے اب جوانی

رنگت نکھر رہی ہے جوبن اُٹھان پر ہیں

عشاق پر مصیبت لاتی ہے اب جوانی
بن ٹھن کے اک قیامت ڈھاتی ہے اب جوانی

پھل پھول نخل حسرت پاتی ہے اب جوانی
بچپن ہوا ہے رخصت آتی ہے اب جوانی

رنگت نکھر رہی ہے جوبن اُٹھان پر ہیں

کسکے ہیں قہر اشارے کسکی بھویں ستم ہیں
فریاد کر رہی ہے شوخی بھویں ستم ہیں

ایسی ادائیں بانکی ایسی بھویں ستم ہیں
آنکھیں تری غضب ہیں تیری بھویں ستم ہیں

دو تیغے ہیں گویا اور دونوں سان پر ہیں

فتنے اُٹھائیں ہردم ایذائیں دیں ستم ہیں | آرام و عیش و راحت سب چھین لیں ستم ہیں
دلکا جگر کا ہر دم یہ خوں پئیں ستم ہیں | آنکھیں تری غضب ہیں تیری بھویں ستم ہیں

دو تیغے ہیں گویا اور دونوں سان پر ہیں

تیر و سناں کی شکلیں بنتی یہ دمبدم ہیں | بیرحم ہیں نہایت کب مائلِ کرم ہیں
ہاکم کشتۂ ستم ہیں ہم پائمالِ غم ہیں | آنکھیں تری غضب ہیں تیری بھویں ستم ہیں

دو تیغے ہیں گویا اور دونوں سان پر ہیں

محنت نہ آئی آڑے دل بلبلوں کے توڑے | کیا گھر بنے بگاڑے دل بلبلوں کے توڑے
دامن گلوں کے پھاڑے دل بلبلوں کے توڑے | سب آشیاں اُجاڑے دل بلبلوں کے توڑے

صیاد یہ مظالم تیری ہی جان پر ہیں

نازک جو دل بہت تھے شیشوں کی طرح چھوڑے | یوں سنگِ غم سے توڑے کھا کر نہ رحم جوڑے
بیدردیوں کے شیوے ہرگز نہ تو نے چھوڑے | سب آشیاں اُجاڑے دل بلبلوں کے توڑے

صیاد یہ مظالم تیری ہی جان پر ہیں

شاں ان میں ہے قضا کی چھوڑیں گی کسکو زندہ | صورت سناں کی پائی چھوڑینگی کسکو زندہ
یہ نیمجاں کرینگی چھوڑینگی کس کو زندہ | پلکیں تری نکیلی چھوڑینگی کسکو زندہ

یہ تیز تیر قاتل ہر دم کمان پر ہیں

دشمن ہیں دل جگر کی چھوڑینگی کسکو زندہ
خنجر ہیں اور برچھی چھوڑینگی کسکو زندہ
محشر بپا کریں گی چھوڑینگی کسکو زندہ
پلکیں تری نکیلی چھوڑینگی کسکو زندہ

یہ تیز تیر قاتل ہر دم کمان پہ ہیں

پائے ہیں عیش و راحت قسمت میں رشک ہمنے
سختی سہی ہے لیکن فرقت میں رشک ہمنے
کس لطف سے بسر کی عشرت میں رشک ہمنے
جتنے اٹھائے صدمے الفت میں رشک ہمنے

مشہور ہیں وہ قصے سبکی زبان پر ہیں

عشاق کو رلایا معشوق کے ستم نے
دلبر ترس نہ کھایا اک بیوفا صنم نے
معشوقوں کو ہنسایا عاشق کے درد و غم نے
جتنے اٹھائے صدمے الفت میں رشک ہمنے

مشہور ہیں وہ قصے سبکی زبان پر ہیں

دیگر

نہیں حسن کا ہمسر وہ قابل یہی ہے		نہیں حسن کا ثانی وہ عاقل یہی ہے
جواب اپنا اپنا مقابل یہی ہے		علی عین احمد ہے کامل یہی ہے

ہیں مفضول سب اور فاضل یہی ہے

ہر اک علم کہتا ہے قابل یہی ہے		ہر اک عقل کہتی ہے عاقل یہی ہے
عدالت بھی قائل ہے عادل یہی ہے		علی عین احمد ہے کامل یہی ہے

ہیں مفضول سب اور فاضل یہی ہے

نہیں شک کوئی دونوں ہیں نور واحد		ہیں قائل سبھی دونوں ہیں نور واحد
سمجھ لو یہی دونوں ہیں نورِ واحد		نبی و علی دونوں ہیں نور واحد

احادیث قدسی کا حاصل یہی ہے

نیابت نبیؐ کی ملی مرتضےٰ کو		نبیؐ نے کہا ہے نبی مرتضےٰ کو
بھلا خاک سمجھے کوئی مرتضےٰ کو		نبیؐ نے کیا ہے وصی مرتضےٰ کو

امامت ولایت کا حامل یہی ہے

زمانے میں اپنے نہ چھوڑا بتوں کو		جو توڑا تو ہرگز نہ جوڑا بتوں کو
دیا صدمۂ غم یہ تھوڑا بتوں کو		چڑھے دوشِ احمد پہ توڑا بتوں کو

حقیقت میں معراجِ کامل یہی ہے

سعادت ہے قربانِ مسعودِ حیدر ثنا کرتی ہے حمد محمودِ حیدر
عبادت کا دل شانِ معبودِ حیدر امامِ مبیں ہے ہیں مقصودِ حیدر
کتابِ الٰہی میں نازل یہی ہے

کسی نے کیا فتح خیبر کا قلعہ اسی نے کیا فتح خیبر کا قلعہ
وہی نے کیا فتح خیبر کا قلعہ علی نے کیا فتح خیبر کا قلعہ
کہ مرحب کا عنتر کا قاتل یہی ہے

گرایا جفائے ستمگر کا قلعہ اکھاڑا دلِ کینہ پرور کا قلعہ
مٹا ہی دیا کفر کا شر کا قلعہ علی نے کیا فتح خیبر کا قلعہ
کہ مرحب کا عنتر کا قاتل یہی ہے

بلا کر بٹھا لیجئے رشک کو اب کرم میں چھپا لیجئے رشک کو اب
شہا ہے دعا لیجئے رشک کو اب نجف میں بلا لیجئے رشک کو اب
زیارت کا مدت سے سائل یہی ہے

جو سرکار کہتے ہیں ہر صبح ہر شب کمال اس میں اپنا نکلتا ہے مطلب
کہو تم بھی مولا سے اے ضیغمِ رب نجف میں بلا لیجئے رشک کو اب
زیارت کا مدت سے سائل یہی ہے

دیگر

یہی دوست ہے دشمن دل یہی ہے — یہی داغ غم شمع محفل یہی ہے
تمنا یہی اسکا حاصل یہی ہے — یہی ماہ نو ماہ کامل یہی ہے
یہی تیغ قاتل ہے قاتل یہی ہے

ادہر بوے گیسو سے سنبل پریشاں — ادہر دیکھ کر چشم نرگس ہے حیراں
عجب رنگ تجھ سے ہوا ہے نمایاں — کریں گل کو رخسار پر تیرے قرباں
چمن میں صداے عنادل یہی ہے

بڑہا آبرو میری حسرت کی ساقی — مٹا دے خلش درد فرقت کی ساقی
یہ باتیں ہیں الفت محبت کی ساقی — گلابی پلا سوز الفت کی ساقی
ہم ایسوں کے پینے کے قابل یہی ہے

دوبالا ترے مرتبے مطرائی — کبھی اس مزے سے زباں ہو ملاقی
رہے آرزو کوئی دلمیں نہ باقی — گلابی پلا سوز الفت کی ساقی
ہم ایسوں کے پینے کے قابل یہی ہے

نہ اس خنجر ناز کا گھاٹ دیکھو — نہ اس بڑھتے دریا کا تم پاٹ دیکھو
یہ خوں چاٹ لیتی ہے سب چاٹ دیکھو — زرا تیغ خوش آب کا گھاٹ دیکھو
محبت کے دریا کا ساحل یہی ہے

نہیں اس کا خواہاں ہی دل تم ہاں وو — تلاطم سے دریا کے مجھکو بچا لو
مگر اس میں اک رازِ مخفی ہے سمجھو — زرا تیغِ خوش آب کا گھاٹ دیکھو

محبت کے دریا کا ساحل یہی ہے

کیا نیمجاں چشم و ابرو نے ظالم — پریشاں کیا بڑھ کے گیسو نے ظالم
مٹایا ہی چہرۂ جفا جو نے ظالم — ملایا جسے خاک میں تجھ نے ظالم

وہ نازوں کا پالا مرا دل یہی ہے

حجاب اُن کو آیا تو بولی ادائیں — چھپا روئے زیبا تو بولی ادائیں
کیا ہمسے پردا تو بولی ادائیں — جو گھونگٹ کو دیکھا تو بولی ادائیں

اسی میں ہے لیلی کہ محمل یہی ہے

جب اُسنے بھلا دیں ہماری وفائیں — اداؤں سے اپنی بڑہائیں جفائیں
اُسے جب یہ سوجھی نہ صورت دکھائیں — جو گھونگٹ کو دیکھا تو بولیں ادائیں

اسی میں ہی لیلی کہ محمل یہی ہے

ہوئی سرخرو آکے برچھی مژہ کی — ہوئی شاد تڑپا کے برچھی مژہ کی
چبھی کیا جگہ پا کے برچھی مژہ کی — جگر نے کہا کھا کے برچھی مژہ کی

کھٹک دل میں رہنے کے قابل یہی ہے

لگاوٹ تو قہر و غضب تھی مژہ کی — عجب رنگ سے یاد آئی مژہ کی
غرض کر گئی کام شوخی مژہ کی — جگر نے کھا کھا کے برچھی مژہ کی

کھٹک دل میں رہنے کے قابل یہی ہے

محبت میں کیا کیا مصیبت اُٹھائی — شکایت نہ کی بنگئی جان پر بھی
نہ اُف کی زباں سے نہ اک آہ کھینچی — جگر نے کھا کھا کے برچھی مژہ کی

کھٹک دلمیں رہنے کے قابل یہی ہے

دیا غم بنایا نہ رنجور ساقی — کرم نے کیا بڑھ کے مغرور ساقی
کیا نشہ سے دلکو مسرور ساقی — کیا تیری آنکھوں نے مخمور ساقی

نہیں میکدہ عشق منزل یہی ہے

ستایا نہیں خون کے آنسوؤں نے — جلایا نہیں خون کے آنسوؤں نے
ہنسایا نہیں خون کے آنسوؤں نے — رُلایا نہیں خون کے آنسوؤں نے

ترا رنگ اے عشق کامل یہی ہے

پریشاں بنایا نہیں گیسوؤں نے — نہیں نیم بسمل کیا ابروؤں نے
ستایا نہیں درد کے پہلوؤں نے — رُلایا نہیں خون کے آنسوؤں نے

ترا رنگ اے عشقِ کامل یہی ہے

جوانی کرے ناز چہرے پہ اُنکے ۔۔۔ ہوا فتنہ دمسانہ چہرے پہ اُنکے
نکل آئے غمّاز چہرے پہ اُنکے ۔۔۔ ہوا سبزہ آغاز چہرے پہ اُنکے

چمن تھا جو رُخ اُسکا حاصل یہی ہے

جوانی کو کیا کیا نظر آئے جلوے ۔۔۔ بہارِ طرب کے مزے لوٹے کیسے
اب آنکھوں نے دیکھے نہ کیوں اور نقشے ۔۔۔ ہوا سبزہ آغاز چہرے پہ اُنکے

چمن تھا جو رُخ اُسکا حاصل یہی ہے

بلاؤنکا ہی گھر ترے گیسوؤں میں ۔۔۔ ہزاروں ہیں چکّر ترے گیسوؤں میں
دل اُلجھیں نہ کیونکر ترے گیسوؤں میں ۔۔۔ غضب کا ہی گھونگر ترے گیسوؤں میں

اسی میں پھنسنے ہیں سلاسل یہی ہے

وفاؤں کی جانب یہ مائل رہا ہے ۔۔۔ جفاؤں سے ہردم مقابل رہا ہے
خود اپنا عدو اپنا قاتل رہا ہے ۔۔۔ حسینوں کے ہاتھوں میں یہ دل رہا ہے

اداؤنکا بھی اُن کی بسمل یہی ہے

مصیبت اُٹھائی ہی صدمہ سہا ہے ۔۔۔ پھر آنکھوں نے اشکوں کا دریا بہا ہے
ذرا جھوٹ اس میں نہیں سچ کہا ہے ۔۔۔ حسینوں کے ہاتھوں میں یہ دل رہا ہی

اداؤنکا بھی اُنکی بسمل یہی ہے

کیا خنجرِ ناز نے پہلے زخمی
کیا پھر شرارت نے بڑھ بڑھ کے زخمی
بنایا ہے پھر تیرِ مژگاں نے زخمی
ہوا سینہ پھر تیری نظروں سے زخمی

محبت میں تحصیلِ حاصل یہی ہے

جگر کو کیا نوکِ مژگاں نے چھلنی
بڑھی یادِ گیسو سے وحشت بھی دل کی
تری تیغِ ابرو نے آفت اُٹھائی
ہوا سینہ پھر تیری نظروں سے زخمی

محبت میں تحصیلِ حاصل یہی ہے

مچل جاتے ہو دیکھ کر اچھی صورت
نکل جاتے ہو دیکھ کر اچھی صورت
بدل جاتے ہو دیکھ کر اچھی صورت
پھسل جاتے ہو دیکھ کر اچھی صورت

بڑا عیب اے حضرتِ دل یہی ہے

نگاہوں میں کرتی ہے گھر اچھی صورت
کہیں آتی ہے جب نظر اچھی صورت
بنا دیتی ہے بے خبر اچھی صورت
پھسل جاتے ہو دیکھ کر اچھی صورت

بڑا عیب اے حضرتِ دل یہی ہے

نگاہوں میں کر لیتی ہے گھر شرارت
عجب ہے یہ صورت عجب ہے یہ عادت
بٹھا دیتی ہے نقش اپنا محبت
پھسل جاتے ہو دیکھ کر اچھی صورت

بڑا عیب اے حضرتِ دل یہی ہے

کسی نے بھی دی اپنے دلکو تسلّی
نہ حاصل ہوئی اپنے دلکو تسلّی
ہوئی کچھ دی اپنے دل کو تسلّی
کہیں بھی ملی اپنے دل کو تسلّی

جو مر کر بھی تڑپا وہ بسمل یہی ہے

ہوئی کم نہ اُس بُت کی شانِ تعلّی
نہ پردہ اُٹھا کر دکھائی تجلّی
ملائی نہ پھر آنکھ تیوری بدل لی
کہیں بھی ملی اپنے دلکو تسلّی

جو مر کر بھی تڑپا وہ بسمل یہی ہے

کیا میل تاثیر سے زخمِ دل نے
کیا سازِ تدبیر سے زخمِ دل نے
کیا رام تقریر سے زخمِ دل نے
لپٹ کر کہا تیر سے زخمِ دل نے

کہ منہ چوم لینے کے قابل یہی ہے

ہوئے ہیں خریدار پہنا ہے ہمنے
ہوئے ہیں طلبگار پہنا ہے ہمنے
تجھے دیکھے دل یار پہنا ہے ہمنے
ترے عشق کا ہار پہنا ہے ہمنے

ہمارے گلے کی حمائل یہی ہے

کیا ہے گرفتار دامِ الم نے
قیامت اُٹھائی ہے ظلم و ستم نے
کہیں کیا کہ کس طرح کھایا ہے غم نے
ترے عشق کا ہار پہنا ہے ہم نے

ہمارے گلے کی حمائل یہی ہے

جو ہو تیر پھر کمند خنجر نہ کرنا
صفائی کے برباد جوہر نہ کرنا

کبھی رحم تو او ستمگر نہ کرنا
کبھی ظلم کرنے سے دلبر نہ کرنا

تری نوکِ مژگاں کا گھائل یہی ہے

جہاں تک جفائیں ابھاریں ابھرنا
کسی سے نہ کچھ خوف کھانا نہ ڈرنا

جو ہوں زخم تازہ تو ہرگز نہ بھرنا
کبھی ظلم کرنے سے دلبر نہ کرنا

تری نوکِ مژگاں کا گھائل یہی ہے

یہ دل ہوگا کشتہ یہ دل ہوگا گھائل
یہ دل ہوگا اب نیم جاں نیم بسمل

نہ رحم آئے گا جسکو تو ہے وہ قاتل
تری تیغِ ابرو سے بچنا ہے مشکل

بڑی تیز سفاک قاتل یہی ہے

نگہ میں جگہ پاؤ تم رشک اُنکی
شکایت سے باز آؤ تم رشک اُنکی

زباں اب نہ کھلواؤ تم رشک اُنکی
جفائیں سہے جاؤ تم رشک اُنکی

محبت یہی عشق کامل یہی ہے

کہوں گا کمال اب اسی میں ہے خوبی
وفائیں کرو یوں وہ جس میں ہوں راضی

شکایت نہ کرنا کہ ہے بیوفائی
جفائیں سہے جاؤ تم رشک اُنکی

محبت یہی عشقِ کامل یہی ہے

دیگر

محبت کی دشوار منزل یہی ہے — فلک کی جفاؤں میں شامل یہی ہے
جلاتا ہے ہر وقت مشکل یہی ہے — جو اپنا نہیں دوست وہ دل یہی ہے

مرا سخت دشمن ہے قاتل یہی ہے

ستم کا جفاؤں کا حامل یہی ہے — فدا ہے جو تم پر وہ مائل یہی ہے
جو ہی بیوفائی میں کامل یہی ہے — جو اپنا نہیں دوست وہ دل یہی ہے

مرا سخت دشمن ہے قاتل یہی ہے

رولا کر ہمیں خون دل کا بہایا — کلیجے کی طاقت کو کیسا بہایا
یہ کیوں حسرتوں کا سفینا بہایا — یہ کیوں آنسوؤ تم نے دریا بہایا

زرا ٹہرو آنکھومیں ساحل یہی ہے

مقدر نے یہ کیا تماشا دکھایا — کیا حشر برپا تو اک قہر ڈھایا
جلا کر عجب رنگ سے دل بجھایا — یہ کیوں آنسوؤ تم نے دریا بہایا

زرا ٹہرو آنکھوں میں ساحل یہی ہے

بھری آنکھ کیوں بے سبب دلکی جانب — توجہ ہوئی شاید اب دلکی جانب
روانہ ہوا بے طلب دلکی جانب — چلا تیر غمزے کا جب دلکی جانب

ادائیں پکاریں کہ منزل یہی ہے

کیا رُخ جو قاتل نے قاتل کیجانب
جو لیلی چلی اپنے محمل کی جانب
پھرا روئے مشتاق مائل کی جانب
چلا تیر غمزے کا جب دل کی جانب

ادائیں پکاریں کہ منزل یہی ہے

محبت کے پہلو کو جب دیکھتا ہوں
پریشان گیسو کو جب دیکھتا ہوں
نگاہوں کے جادو کو جب دیکھتا ہوں
تری تیغِ ابرو کو جب دیکھتا ہوں

تو دل مجھ سے کہتا ہے قاتل یہی ہے

جو تیری طرف بے سبب دیکھتا ہوں
جو آنکھوں سے شانِ غضب دیکھتا ہوں
جو نقشہ ترا روز و شب دیکھتا ہوں
تری تیغِ ابرو کو جب دیکھتا ہوں

تو دل مجھ سے کہتا ہے قاتل یہی ہے

خُم سے سرشار ہونے میں کچھ کچھ
گلستاں سے گلزار ہونے میں کچھ کچھ
اُس ابرو سے خونخوار ہونے میں کچھ کچھ
اون آنکھوں سے بیمار ہونے میں کچھ کچھ

مشابہ اگر ہے تو وہ دل یہی ہے

گلستاں میں شبنم سے رونے میں کچھ کچھ
رقیبوں سے نشتر چبھونے میں کچھ کچھ
تمنا دل سے کانٹے بونے میں کچھ کچھ
اُن آنکھوں سے بیمار ہونے میں کچھ کچھ

مشابہ اگر ہے تو وہ دل یہی ہے

ستمگر ہو قاتل ہو لیکن سمجھ لو — عدو بن کے تڑپاؤ لیکن سمجھ لو
جفائیں کرو چھیڑو لیکن سمجھ لو — مٹانا مرے دلکو لیکن سمجھ لو

تمہاری جفاؤں کا حائل یہی ہے

نہیں باوفا ایسا ممکن سمجھ لو — اداؤں کا اپنی معاون سمجھ لو
نظر آرہے ہیں بُرے دِن سمجھ لو — مٹانا مرے دلکو لیکن سمجھ لو

تمہاری جفاؤں کا حائل یہی ہے

بنایا جو الفت نے ہر دم پریشاں — نگاہوں نے دیکھا جو عالم پریشاں
جو سینے میں رہکر ہوا دم پریشاں — جو دیکھی تری زُلفِ پُرخم پریشاں

مرا دل پُکارا سلاسل یہی ہے

نظر آیا جس وقت وحشت کا ساماں — ہوئی برہمی چار سو جب نمایاں
دِکھانے لگی پیچ و خم زُلفِ پیچاں — جو دیکھی تری زُلفِ پُرخم پریشاں

مرا دل پُکارا سلاسل یہی ہے

عداوت ہے اے ہمنشیں میل رکھنا — حقیقت میں ہے تیغِ کیں میل رکھنا
نہ دلکو مٹا دے کہیں میل رکھنا — رقیبوں سے آساں نہیں میل رکھنا

بلا میں پڑی جان مشکل یہی ہے

بڑھائی بہت بیخودی اپنے دلنے
نہ موقوف کی دل لگی اپنے دلنے

نہ کچھ بھی کسی کی سنی اپنے دلنے
نہ چھوڑا اثر پنا کبھی اپنے دلنے

ازل سے بنا ہے جو بسمل یہی ہے

مجھے یاد کر کے محبت سے بولے
مٹا کر مجھے کس نزاکت سے بولے

مجھے دیکھ کے مٹی ندامت سے بولے
مجھے قبر میں رکھ کے حسرت سے بولے

بُرا ارمان دل تیری منزل یہی ہے

جو تجھے رازِ مخفی بہ لبِ مرگ کھولے
مری بیکسی اب تو جی بھر کے رو لے

بنے کیسے ناداں بنے کیسے بھولے
مجھے قبر میں رکھ کے حسرت سے بولے

بُرا ارمان دل تیری منزل یہی ہے

جو آئی نظر شکلِ دلبر یہ بولا
ستمگر پہ آ کر ستمگر یہ بولا

چلا جب محبت کا خنجر یہ بولا
نظر پڑتے ہی دل تڑپ کر یہ بولا

حسیں پیار کرنے کے قابل یہی ہے

نہ مخفی کیا عقدۂ عشق کھولا
یہ دانا بنا کیسا نادان بھولا

غضب دیکھو قاتل نے خنجر کو تولا
نظر پڑتے ہی دل تڑپ کر یہ بولا

حسیں پیار کرنے کے قابل یہی ہے

بھری آنکھ میں ہے شرارت تمہاری — نہاں یاد میں ہے نزاکت تمہاری
سمائی ہے پہلو میں حسرت تمہاری — بسی ہے مرے دلمیں صورت تمہاری

اگر تم ہو لیلیٰ تو محمل یہی ہے

یہ صورت تو خود حُسن نے ہے سنواری — ادا ہے ہر اک جانِ جاں پیاری پیاری
نہ کیوں بیخودی ہو نہ کیوں بیقراری — بسی ہے مرے دلمیں صورت تمہاری

اگر تم ہو لیلیٰ تو محمل یہی ہے

مٹا او ستمگر محبت میں تیری — ہوئی جان دوبھر محبت میں تیری
لگی آگ گھر گھر محبت میں تیری — ہوا خاک جلکر محبت میں تیری

نہ پوچھا جسے تو نے وہ دل یہی ہے

ہزاروں سہے رنج فرقت میں تیری — کھُلے لب نہ ہرگز شکایت میں تیری
گئی جان افسوس حسرت میں تیری — ہوا خاک جلکر محبت میں تیری

نہ پوچھا جسے تو نے وہ دل یہی ہے

بنا اک فسانہ جو تیرِ جفا کا — ہوا تھا زمانہ جو تیرِ جفا کا
اجل بھی بہانہ جو تیرِ جفا کا — بنا دل نشانہ جو تیرِ جفا کا

محبت کا اُلفت کا حاصل یہی ہے

نگاہوں میں جبدم ہوا گھر حیا کا
کیا نام کس طرح مہر و وفا کا

ملا جب شرارت سے نقشہ ادا کا
بنا دل نشانہ جو تیرِ جفا کا

محبت کا اُلفت کا حاصل یہی ہے

بلائیں مصیبت میں روتی رہی ہیں
وفائیں شکایت میں روتی رہی ہیں

تمنائیں حسرت میں روتی رہی ہیں
یہ آنکھیں محبت میں روتی رہی ہیں

جلا ہے جو اُلفت میں وہ دل یہی ہے

جفائیں قیامت کی ہوتی رہی ہیں
تمنائیں نشتر چبھوتی رہی ہیں

پریشانیاں جان کھوتی رہی ہیں
یہ آنکھیں محبت میں روتی رہی ہیں

جلا ہے جو اُلفت میں وہ دل یہی ہے

جگر شق ہوا سختیاں وہ سہی ہیں
یہ ناسور کی طرح ہر دم بہی ہیں

کبھی منہ سے کب سخت باتیں کہی ہیں
یہ آنکھیں محبت میں روتی رہی ہیں

جلا ہے جو اُلفت میں وہ دل یہی ہے

یہ کہتا تھا نکلے گا کیا مثل تیرا
کہا جب نظر آگیا مثل تیرا

نہیں یار پیدا ہوا مثل تیرا
کہاں آئینے کے سوا مثل تیرا

کوئی ہے تو ترِ مقابل یہی ہے

یہ صورت نہ ایسا ہے نقشہ کسی کا — نہیں خوبیاں یہ کسی بت میں جیسا
عجب شان ہی کہہ رہا ہے زمانا — کہاں آئنے کے سوا مثل تیرا
کوئی ہے تو مدِ مقابل یہی ہے

بہارِ چمن خوب ہی رنگ لائی — ہوئی کیا شگفتہ کلی دل جگر کی
محبت کی شرطیں بدیں جان ہاری — پڑی ہی جو سینے پہ زخموں کی بدھی
جنوں اپنے قابل حمائل یہی ہے

وفائیں تمہیں آزمانا پڑیں گی — ہمیں چوٹیں الفت کی کھانا پڑیں گی
شکایت کی باتیں بھلانا پڑیں گی — بہت سی جفائیں اٹھانا پڑیں گی
بہت ہونگے رسوا اگر دل یہی ہے

ابھی انکی آنکھوں سے آنکھیں لڑینگی — نگینِ محبت کو دلپر جڑیں گی
ابھی حسرتیں ضد کریں گی اڑیں گی — بہت سی جفائیں اٹھانا پڑیں گی
بہت ہونگے رسوا اگر دل یہی ہے

زباں پر ہے ہر وقت تقریر تیری — تصور میں ہے نقش تحریر تیری
سمائی ہے آنکھوں میں تصویر تیری — کھنچی ہے مرے دلپہ تصویر تیری
صنم بت پرستی میں کامل یہی ہے

یہ آئینہ دلبر بنا ہے تمہارا — یہ پیمانہ ساغر بنا ہے تمہارا
یہ کاشانہ خوشتر بنا ہے تمہارا — مری آنکھ میں گھر بنا ہے تمہارا

چھپی جس میں لیلیٰ وہ محمل یہی ہے

خیال آکے جلوہ نما ہے تمہارا — کہاں آکے نقشہ جما ہے تمہارا
حجاب اب یہاں اُٹھ گیا ہے تمہارا — مری آنکھ میں گھر بنا ہے تمہارا

چھپی جس میں لیلیٰ وہ محمل یہی ہے

یہ صورت یہ نقشہ ہے کیا پیارا پیارا — بنو تم نہ کس طرح آنکھوں کا تارا
تمہیں حسن نے اپنے گھر میں اُتارا — مری آنکھ میں گھر بنا ہے تمہارا

چھپی جس میں لیلیٰ وہ محمل یہی ہے

طریقہ نرالا ہے اب رشک اسکا — الگ سب سے نقشہ ہے اب رشک اسکا
جدھر دیکھو چرچا ہے اب رشک اسکا — نیا رنگ بدلا ہے اب رشک اسکا

نرالا زمانے سے اک دل یہی ہے

کماکل آج شکوہ ہے یہ کرنیوالا — بھلا ہمنے چاہا بُرا اس نے چاہا
بدی ہے زمانے میں نیکی کا ثمرا — نیا رنگ بدلا ہے اب رشک اسکا

نرالا زمانے سے اک دل یہی ہے

دیگر

سکتا سا ہوا ایسی تنویر نظر آئی
تحریر میں وحشت کی تاثیر نظر آئی
تنویر میں اک دلکش تحریر نظر آئی
کیا شکل تھی کیا صورت تصویر نظر آئی
زلفوں کو تری دیکھا زنجیر نظر آئی

پہلے تو بہت اچھی تقدیر نظر آئی
اس وحشتِ دل کی پھر تعزیر نظر آئی
تقدیر سے وابستہ تدبیر نظر آئی
کیا شکل تھی کیا صورت تصویر نظر آئی
زلفوں کو تری دیکھا زنجیر نظر آئی

شبنم کیطرح کیا کیا روتی ہے بہار آخر
سبزے کیطرح خود بھی سوتی ہے بہار آخر
منہ اشکوں سے رہ رہ کر دھوتی ہے بہار آخر
گل ہوتے ہیں پژمردہ ہوتی ہے بہار آخر
بلبل بھی گلستاں میں دلگیر نظر آئی

کچھ نشۂ اُلفت کا شاید ہے اُتار آخر
اب ہے یہ سنگھار آخر اب ہے یہ نکھار آخر
بو ہو کے نہ اُڑ جائے کیوں رنگِ قرار آخر
گل ہوتے ہیں پژمردہ ہوتی ہے بہار آخر
بلبل بھی گلستاں میں دلگیر نظر آئی

دلدادہ ہوا سبزہ دمساز ہوا سبزہ
بیدار ہوا سبزہ غمّاز ہوا سبزہ
رنگینیِ عارض کا ہمراز ہوا سبزہ
آمد ہوئی اب خط کی آغاز ہوا سبزہ
سادہ تھا ورق اُسپر تحریر نظر آئی

تلخی سخن کو میں شیریں سخنی سمجھا
چتون کی ادا کو دل ناوک فگنی سمجھا
میں شعلۂ عارض کو شمعِ لگنی سمجھا
دل نوکِ مژہ تیری برچھی کی انی سمجھا
ابرو جو نظر آئے شمشیر نظر آئی

قسمت کی لگی کو میں الفت کی لگی سمجھا
الفت کی لگی کو دل آفت کی گھڑی سمجھا
برچھی کی انی کو میں ہیرکی کنی سمجھا
دل نوکِ مژہ تیری برچھی کی انی سمجھا
ابرو جو نظر آئے شمشیر نظر آئی

دیتا نہ فلک چکر ہوتا نہ خراب ایسا
پھرتا نہ کبھی در در ہوتا نہ خراب ایسا
ملتا جو کوئی دلبر ہوتا نہ خراب ایسا
مرتا نہ حسینوں پر ہوتا نہ خراب ایسا
ہمکو تو اسی دل کی تقصیر نظر آئی

پامال نہ یوں ہوتا آتا نہ عتاب ایسا
اتنے نہ گنہ کرتا ہوتا نہ عذاب ایسا
لٹتی نہ جوانی یوں لٹتا نہ شباب ایسا
مرتا نہ حسینوں پر ہوتا نہ خراب ایسا
ہمکو تو اسی دل کی تقصیر نظر آئی

شوخی تھی نہ نزاکت تھی جب ہمنے اسے دیکھا
کیا حسن تھا یہ تھی گرمی جب ہمنے اسے دیکھا
اک شان تھی خالق کی جب ہمنے اسے دیکھا
کیا حسن تھا کیا شوخی جب ہمنے اسے دیکھا
آنکھوں میں پری کی سی تصویر نظر آئی

سبے ناز و نزاکت کے کب ہمنے اُسے دیکھا
ہر بار یہ کہتے تھے اب ہمنے اُسے دیکھا
دن ہمنے اُسے دیکھا شب ہمنے اُسے دیکھا
کیا حسن تھا کیا شوخی جب ہمنے اُسے دیکھا

آنکھوں میں پری کی سی تصویر نظر آئی

غمخوار ہوا پیکاں دل نے یہ کہا ہنسکر
کب جار ہوا پیکاں دل نے یہ کہا ہنسکر
دلدار ہوا پیکاں دل نے یہ کہا ہنسکر
جب یار ہوا پیکاں دل نے یہ کہا ہنسکر

مدت میں تری صورت اے تیر نظر آئی

اس چھیڑ سے ہوں شاداں دل نے یہ کہا ہنسکر
سے اب نہیں میں نالاں دل نے یہ کہا ہنسکر
راحت کا ہے یہ ساماں دل نے یہ کہا ہنسکر
جب یار ہوا پیکاں دل نے یہ کہا ہنسکر

مدت میں تری صورت اے تیر نظر آئی

قسمت ہے مری خنداں دل نے یہ کہا ہنسکر
تجھپر میں ہوا قرباں دل نے یہ کہا ہنسکر
آنکھیں نہیں اب گریاں دل نے یہ کہا ہنسکر
جب یار ہوا پیکاں دل نے یہ کہا ہنسکر

مدت میں تری صورت اے تیر نظر آئی

اے یار اُٹھاتے ہیں جو ظلم و ستم اکثر
ڈرتے نہیں مرنے سے یہ عشق کا ہے جوہر
رکھتے ہیں گلا اپنا جو بڑھکے تہِ خنجر
جب یار ہوا پیکاں دل نے یہ کہا ہنسکر

مدت میں تری صورت اے تیر نظر آئی

چہرے سے عیاں غم ہے آئے ہیں وہ پرسش کو
یہ دم بھی عجب دم ہے آئے ہیں وہ پرسش کو
ارمانوں میں ماتم ہے آئے ہیں وہ پرسش کو
آنکھوں میں یہاں دم ہے آئے ہیں وہ پرسش کو

کب عشق و محبت کی تاثیر نظر آئی

کہتے ہیں خفا ہو کر کس واسطے کھنچتے ہو
یہ وقت غنیمت ہے جو دلمیں ہو وہ کہدو
باتیں کرو تم ہم سے کچھ دیر ہنسو بولو
آنکھوں میں یہاں دم ہے آئے ہیں وہ پرسش کو

کب عشق و محبت کی تاثیر نظر آئی

راحت کی بنے صورت پیکاں بھی اگر اے دل
پر یوں ہی کے ہو جائیں انساں بھی مگر اے دل
ہو وصل کا پہلو یہ ہجراں بھی اگر اے دل
ممکن ہے مسخّر ہوں پریاں بھی اگر اے دل

دشوار ہمیں اُن کی تسخیر نظر آئی

کرتی ہے محبت تو پتھر میں اثر اے دل
ہو جاتے ہیں اپنے بھی بیگانہ بشر اے دل
نالوں کا بھی ہوتا ہے تا عرش گذر اے دل
ممکن ہے مسخّر ہوں پریاں بھی اگر اے دل

دشوار ہمیں اُنکی تسخیر نظر آئی

کیوں مجھ سے لٹتی ہے کیسی ہے شب فرقت
دم میرا الٹتی ہے کیسی ہے شب فرقت
دم بھر نہیں ہٹتی ہے کیسی ہے شب فرقت
کاٹے نہیں کٹتی ہے کیسی ہے شب فرقت

جو شمع نظر آئی دلگیر نظر آئی

جیسی شبِ گیسو ہی ویسی ہی شبِ فرقت
اللہ نہ دکھلائے ایسی ہی شبِ فرقت
آنکھیں مری واقف ہیں جیسی ہی شبِ فرقت
کاٹے نہیں کٹتی ہی کیسی ہی شبِ فرقت

جو شمع نظر آئی دلگیر نظر آئی

ملکر مری دشمن سے جب چیر کے دل دکھیا
اس لم از کو کیا کہیے جب چیر کے دل دکھیا
کیا کیا ہی کئے غم سے جب چیر کے دل دکھیا
خنجر نے نگاہوں کے جب چیر کے دل دکھیا

اے جانِ جہاں تیری تصویر نظر آئی

دلمیں تری اُلفت نے نقش اپنا بٹھا ایسا
یوں تیرا بنا شیدا دلدادہ بنا تیرا
آنکھوں میں سمایا پھر ہرگز نہ کوئی نقشا
خنجر نے نگاہوں کے جب چیر کے دل دکھیا

اے جانِ جہاں تیری تصویر نظر آئی

تصویرِ بقا بھی ہی سونا بھی بناتی ہے
تاثیرِ دعا بھی ہی سونا بھی بناتی ہے
راحت کا مزا بھی ہی سونا بھی بناتی ہے
اے رشکِ دوا بھی ہی سونا بھی بناتی ہی

یہ خاکِ شفا ہمکو اکسیر نظر آئی

کیا کیا یہ کمال اپنی تاثیر دکھاتی ہی
آنکھیں ہوں اگر دیکھو کیا جوہرِ ذاتی ہی
دل میں جو عقیدہ ہو مردے بھی جلاتی ہی
اے رشکِ دوا بھی ہی سونا بھی بناتی ہی

یہ خاکِ شفا ہمکو اکسیر نظر آئی

دیگر

کسی بت کا بندا ہوا چاہتا ہے
زمانے میں رسوا ہوا چاہتا ہے
کہوں کیا کہ اب کیا ہوا چاہتا ہے
عجب دلکا نقشا ہوا چاہتا ہے
غضب کا تماشا ہوا چاہتا ہے

کسی پر یہ شیدا ہوا چاہتا ہے
محبت کا شہرا ہوا چاہتا ہے
قیامت کا سودا ہوا چاہتا ہے
عجب دلکا نقشا ہوا چاہتا ہے
غضب کا تماشا ہوا چاہتا ہے

بھلا دی ہماری وفا رنگ لائے
بڑھے لیکے تیغِ جفا رنگ لائے
یہ کیا ہو گیا تمکو کیا رنگ لائے
جواں ہوتے ہی تم نیا رنگ لائے
یہ کیا تھا اور اب کیا ہوا چاہتا ہے

کوئی پھیرے خنجر کوئی زہر کھائے
کوئی آنکھ سے اشکِ خوں بہائے
کوئی تھام کر دل کہیں بیٹھ جائے
جواں ہوتے ہی تم نیا رنگ لائے
یہ کیا تھا اور اب کیا ہوا چاہتا ہی

دیئے رنج دل سیکڑوں کے دکھائے
ابھی سے ہزاروں ہی فتنے اٹھائے
خدا اس شرارت سے شر سے بچائے
جواں ہوتے ہی تم نیا رنگ لائے
یہ کیا تھا اور اب کیا ہوا چاہتا ہے

ٹھکانے نہیں ہوش جی ہی پریشاں	عجب طرح صورت بنی ہی پریشاں
یہ ہے رنگ ہر آدمی ہے پریشاں	تری زلفِ پرخم ہوئی ہی پریشاں

مرے دلکو سودا ہوا چاہتا ہے

نظر آتے ہیں مجھکو وحشت کے ساماں	دکھائے گی تقدیر سیرِ بیاباں
نہ کیوں ہوں میں بیخود نہ کیوں عقل ہی حیراں	تری زلفِ پرخم ہوئی ہے پریشاں

مرے دلکو سودا ہوا چاہتا ہے

انکھیں کیا جو طوفاں اٹھیں چشم تر سے	خبر تک نہوں خون کا مینہ بھی برسے
وہ تلوار کھینچیں گے ترچھی نظر سے	وہ بن ٹھن کی کیوں آج نکلے ہیں گھر سے

کوئی فتنہ برپا ہوا چاہتا ہے

کسی کو اڑائیں گے تیرِ نظر سے	کسی کو مٹائیں گے شوخی و شر سے
یہ پہلو میں دل کو رہا ہے جگر سے	وہ بن ٹھن کے کیوں آج نکلے ہیں گھر سے

کوئی فتنہ برپا ہوا چاہتا ہے

قیامت کو ٹھکرائیں گے پائے شر سے	جگائیں گے جادو کو تیکھی نظر سے
ستم یہ ہی ہنجائیں گے بیخبر سے	وہ بن ٹھن کی کیوں آج نکلے ہیں گھر سے

کوئی فتنہ برپا ہوا چاہتا ہے

زباں بند کرکے اُٹھائے ہیں صدمے
کہا کب کسی سے اُٹھائے ہیں صدمے

غضب تجھ جو تیرے اُٹھائے ہیں صدمے
محبت میں اتنے اُٹھائے ہیں صدمے

بُرا حال اپنا ہوا چاہتا ہے

کہیں کس زباں سے کہ پائے ہیں صدمے
سہے اپنے دلبر جو آئے ہیں صدمے

نئی آفتیں لو زلائے ہیں صدمے
محبت میں اتنے اُٹھائے ہیں صدمے

بُرا حال اپنا ہوا چاہتا ہے

لگاوٹ کے پہلو کا ہے یہ اشارا
نگاہوں کے جادو کا ہے یہ اشارا

ترے رُخ کا گیسو کا ہے یہ اشارا
ترے چشم و ابرو کا ہے یہ اشارا

کوئی ہم پہ شیدا ہوا چاہتا ہے

قیامت کے آثار ہیں آشکارا
پھنسے گا کوئی آکے آفت کا مارا

ستم ہے یہ حسرت غضب ہے نظارا
ترے چشم و ابرو کا ہے یہ اشارا

کوئی ہم پہ شیدا ہوا چاہتا ہے

نہ باز آئے ہم دل کی حسرت سے آخر
نہ باز آیا یہ دل عداوت سے آخر

کلیجا جلا داغِ فرقت سے آخر
ملے خاک میں سوزِ اُلفت سے آخر

اب اسکے سوا کیا ہوا چاہتا ہے

چلا زور کچھ بھی نہ قسمت سے آخر
ہٹا دل نہ اپنا محبت سے آخر
گئی جان تیری شرارت سے آخر
ملے خاک میں سوزِ الفت سے آخر

اب اسکے سوا کیا ہوا چاہتا ہے

میں سمجھا نہ سمجھو تڑپ میرے دلکی
مجھے کیا نہ سمجھو تڑپ میرے دلکی
بہانا نہ سمجھو تڑپ میرے دل کی
تماشا نہ سمجھو تڑپ میرے دل کی

کوئی دم میں سودا ہوا چاہتا ہے

ستاتی ہے مجکو تڑپ میرے دلکی
نہ اتنی بڑھا دو تڑپ میرے دلکی
ذرا آکے دیکھو تڑپ میرے دلکی
تماشا نہ سمجھو تڑپ میرے دل کی

کوئی دم میں سودا ہوا چاہتا ہے

کمالؔ اسطرح کی یہ آشفتہ حالی
نہیں غم سے خالی یہ آشفتہ حالی
قیامت کریگی یہ آشفتہ حالی
یہ عاشق مزاجی یہ آشفتہ حالی

تمہیں رشک اب کیا ہوا چاہتا ہے

تصور میں تصویر کھینچی خیالی
نہیں یاد سے ہی کوئی وقت خالی
کمالؔ اب نہیں چہرے پر وہ بحالی
یہ عاشق مزاجی یہ آشفتہ حالی

تمہیں رشک اب کیا ہوا چاہتا ہے

دیگر

غیر کا یہ چاہ پیار دیکھئے کب تک رہے
غصے کا ہمپر آنا دیکھئے کب تک رہے

غیر سے وہ ہمکنار دیکھئے کب تک رہے
ہمسے خفا ہے جو یار دیکھئے کب تک رہے

غیر کا یہ اعتبار دیکھئے کب تک رہے

رنگ یہ لیل و نہار دیکھئے کب تک رہے
وصل عدو کی بہار دیکھئے کب تک رہے

ہمکو یونہیں انتظار دیکھئے کب تک رہے
ہمسے خفا ہے جو یار دیکھئے کب تک رہے

غیر کا یہ اعتبار دیکھئے کب تک رہے

یہ ستم روزگار دیکھئے کب تک رہے
تنگ دل بیقرار دیکھئے کب تک رہے

دل میں بھرا ہے غبار دیکھئے کب تک رہے
ہمسے خفا ہے جو یار دیکھئے کب تک رہے

غیر کا یہ اعتبار دیکھئے کب تک رہے

باغ میں سبزہ زار پھولونکی نیرنگیاں
پھر یہ گلوں کا نکھار پھولونکی نیرنگیاں

قہر ہیں انجام کار پھولونکی نیرنگیاں
حسن عروس بہار پھولونکی نیرنگیاں

بلبل شیدا نثار دیکھئے کب تک رہے

ہے یہ نرالا چمن ہے یہ نیا بوستاں
ہے یہ ادا دلفریب ہے یہ طرح دلستاں

لطف ہو کیونکر بیاں چلتی نہیں ہے زباں
حسن عروس بہار پھولونکی نیرنگیاں

بلبل شیدا نثار دیکھئے کب تک رہے

نفع ہو یا کچھ ضرر پی ہی محبت کی مے
جو ہوا اب اس کا اثر پی ہی محبت کی مے
بے خبر او بے خبر پی ہی محبت کی مے
آنکھیں تیری دیکھکر پی ہی محبت کی مے

عشق کا ہمکو خمار دیکھیے کب تک رہے

اسکی ہی تاثیر اور اسکا عجب رنگ ہے
یہ تو ہی کچھ اور چیز یہ تو ہی کچھ اور شے
مالے بھلا کیا کریں مثل جرس شکل نے
آنکھیں تیری دیکھکر پی ہی محبت کی مے

عشق کا ہمکو خمار دیکھیے کب تک رہے

کس سے کہوں ماجرا نازونکا پالا تھا دل
کوئی نہیں پوچھتا نازونکا پالا تھا دل
ناز اُٹھا یا کیا نازوں کا پالا تھا دل
پہلے تڑپتا رہا نازونکا پالا تھا دل

ہوگیا بے اختیار دیکھیے کب تک رہے

آبلۂ غم نہ تھا کوئی نہ چھالا تھا دل
ایک ہی شکل تھا سب سے نرالا تھا دل
تھی وہ ادا کونسی جسنے سنبھالا تھا دل
پہلے تڑپتا رہا نازونکا پالا تھا دل

ہوگیا بے اختیار دیکھیے کب تک رہے

راحت و آرام کی شکل تھا نقشا تھا دل
ناز کے قابل تھا دل کس سے کہیں کیا تھا دل
اپنے لئے خوب تھا جیسا تھا اپنا تھا دل
پہلے تڑپتا رہا نازوں کا پالا تھا دل

ہوگیا بے اختیار دیکھیے کب تک رہے

شیشے جھلکنے لگے جام چھلکنے لگے
خار کھٹکنے لگے یار سرکنے لگے
پاؤں بھٹکنے لگے ہاتھ بہکنے لگے
غنچے چٹکنے لگے پھول مہکنے لگے

جوش یہ فصلِ بہار دیکھئے کب تک رہے

رنج کی کثرت سے جان جائیگی اکدن ضرور
دل کی عداوت سے جان جائیگی اکدن ضرور
درد کی شدت سے جان جائیگی اکدن ضرور
صدمۂ فرقت سے جان جائیگی اکدن ضرور

سینے میں دل بیقرار دیکھئے کب تک رہے

موت بھی اے مہرباں آئیگی اکدن ضرور
چین بھی یہ ناتواں پائیگی اکدن ضرور
کر کے مجھے نیم جاں کھائیگی اکدن ضرور
صدمۂ فرقت سے جان جائیگی اکدن ضرور

سینے میں دل بیقرار دیکھئے کب تک رہے

دشمنِ جاں کیوں بنا بے سبب اک شکل حور
مٹ گئے سب اپنے ناز خاک ہوئے سب غرور
کیا ہوئی ایسی خطا کیا ہوا ایسا قصور
صدمۂ فرقت سے جان جائیگی اکدن ضرور

سینے میں دل بیقرار دیکھئے کب تک رہے

کس سے کریں تذکرہ جس سے ہوئے ہم خراب
اس سے بچائے خدا جس سے ہوئے ہم خراب
قہر ہے یہ رہنما جس سے ہوئے ہم خراب
عشق ہے ایسی بلا جس سے ہوئے ہم خراب

اپنے گلے کا یہ ہار دیکھئے کب تک رہے

ظلم سہے بے شمار جور سہے بےحساب
دیکھ لیا آنکھ سے عشق کا ہر انقلاب
یہ بھی ہو ویراں تباہ یہ بھی ہو جلکر کباب
عشق ہی ایسی بلا جس سے ہوئے ہم خراب

اپنے گلے کا یہ ہار دیکھئے کبتک رہے

آئے نظر گلعذار چلتی ہے بادِ صبا
دیکھئے غضب کے نکھار چلتی ہی بادِ صبا
بلبلیں ہیں بیقرار چلتی ہی بادِ صبا
آئی چمن میں بہار چلتی ہی بادِ صبا

شاخ کا گل ہی سنگھار دیکھئے کبتک رہے

چرخ ہی بدلا ہوا رنگ زمیں ہی نیا
وہ تھا سماں اور کچھ یہ ہی سماں دوسرا
اب نہ خزاں کا ہی خوف ڈر ہی نہ صیاد کا
آئی چمن میں بہار چلتی ہے بادِ صبا

شاخ کا گل ہے سنگھار دیکھئے کبتک رہے

اُنسے امیدِ وفا رشک تمہیں کیا ہوا
تمسے یہ کیا کہدیا رشک تمھیں کیا ہوا
جھوٹ کبھی سچ ہوا رشک تمھیں کیا ہوا
وعدہ ہوا اُنکا وفا رشک تمھیں کیا ہوا

وصل کا یہ انتظار دیکھئے کبتک رہے

تم سے بھی مثل کمال وصل کا وعدہ ہوا
وعدہ خلافوں کا عہد کوئی بھی پورا ہوا
دیگئے اک آسرا یہ تو نہ اچھا ہوا
وعدہ ہوا اُن کا وفا رشک تمھیں کیا ہوا

وصل کا یہ انتظار دیکھئے کب تک رہے

دیگر

گھبرایا تو گھبرایا گھبرانے کو کیا کہئے — پچتایا تو پچتایا پچتانے کو کیا کہئے
غم کھایا تو غم کھایا غم کھانیکو کیا کہئے — دل آیا تو پھر آیا دل آنیکو کیا کہئے

بے موت اجل آئی مرجانیکو کیا کہئے

ہاں حسن نے گرمایا گرمانے کو کیا کہئے — ہاں عشق نے تڑپایا تڑپانیکو کیا کہئے
ہاں دونوں نے گھبرایا گھبرانیکو کیا کہئے — دل آیا تو پھر آیا دل آنے کو کیا کہئے

بے موت اجل آئی مرجانیکو کیا کہئے

اس شمع محبت کے پروانے کو کیا کہئے — پہلو تھا عداوت کا پارانیکو کیا کہئے
جل جل کے فنا ہونے غم کھانیکو کیا کہئے — دل آیا تو پھر آیا دل آنیکو کیا کہئے

بے موت اجل آئی مرجانیکو کیا کہئے

در پردہ محبت کے سمجھانیکو کیا کہئے — ہو عقل سے بیگانہ بیگانیکو کیا کہئے
دیوانہ جو ہو جائے دیوانیکو کیا کہئے — دل آیا تو پھر آیا دل آنیکو کیا کہئے

بے موت اجل آئی مرجانیکو کیا کہئے

ہر ایک سے الفت کے افسانیکو کیا کہئے — بے سمجھے کہاں آیا دیوانیکو کیا کہئے
کیوں خاک ہوا جلکر پروانیکو کیا کہئے — دل آیا تو پھر آیا دل آنیکو کیا کہئے

بے موت اجل آئی مرجانیکو کیا کہئے

معشوق سے عاشق کو اٹھلانیکو کیا کہئے
جلوہ نہ دکھانیکو ترسانیکو کیا کہئے
رحم آنیکو کیا کہئے تڑپانیکو کیا کہئے
انکار کے بعد اپنے دکھلانیکو کیا کہئے

پھر طور پہ موسیٰ کے غش آنیکو کیا کہئے

پردے میں نہاں رہکر تڑپانیکو کیا کہئے
پھر برق تجلّی کے گر جانیکو کیا کہئے
کیا چیز ہے اُلفت کے افسانیکو کیا کہئے
انکار کے بعد اپنے دکھلانیکو کیا کہئے

پھر طور پہ موسیٰ کے غش آنیکو کیا کہئے

معشوق کے پردے میں چھپ جانیکو کیا کہئے
عاشق کے تڑپنے کو گھبرانیکو کیا کہئے
تکرار کو کیا کہئے دُہرانیکو کیا کہئے
انکار کے بعد اپنے دکھلانیکو کیا کہئے

پھر طور پہ موسیٰ کے غش آنیکو کیا کہئے

آپ اپنی شرارت پر دل آنیکو کیا کہئے
خود حسن کی خوبی پر اٹھلانیکو کیا کہئے
دکھلا کے جھلک اپنی چھپ جانیکو کیا کہئے
انداز نرالا ہے اترانیکو کیا کہئے

ڈالی ہے نقاب اب تو شرمانیکو کیا کہئے

ان غمزوں کو کیا کہئے اٹھلانیکو کیا کہئے
ترسانیکو کیا کہئے تڑپانیکو کیا کہئے
حسرت بھری نظروں سے چھپ جانیکو کیا کہئے
انداز نرالا ہے اترانیکو کیا کہئے

ڈالی ہے نقاب اب تو شرمانے کو کیا کہئے

کیوں قہر کیا ہنسکر کیوں ہنسکے نمک چھڑکا — یہ چھیڑ تھی اک نشتر کیوں ہنسکے نمک چھڑکا
جان اسکو ہوئی دوبھر کیوں ہنسکے نمک چھڑکا — زخم تن بسمل پہ کیوں ہنسکے نمک چھڑکا

مارا تو اُسے مارا تڑپانے کو کیا کہئے

دیوانہ و مائل پر کیوں ہنسکے نمک چھڑکا — تلوار کے گھائل پر کیوں ہنسکے نمک چھڑکا
ارمانوں کے قاتل پہ کیوں ہنسکے نمک چھڑکا — زخم تن بسمل پہ کیوں ہنسکے نمک چھڑکا

مارا تو اُسے مارا تڑپانیکو کیا کہئے

تھا دور مقدر میں تقدیر میں تھی ایذا — قسمت میں جو لکھا ہو ہرگز وہ نہیں مٹتا
قاتل کے تبسم کا کیا پوچھنا کیا کہنا — زخم تن بسمل پہ کیوں ہنسکے نمک چھڑکا

مارا تو اُسے مارا تڑپانے کو کیا کہئے

بیتاب دل شیدا چٹکی سے ہوا کیا کیا — تکلیف ہوئی راحت آرام بنا ایذا
کیا جانئے قاتل کو کیا اس میں مزہ آیا — زخم تن بسمل پر کیوں ہنسکے نمک چھڑکا

مارا تو اُسے مارا تڑپانے کو کیا کہئے

یہ کون طریقہ تھا یہ کون سا شیوہ تھا — پھر ظلم نیا ڈھایا پھر تازہ ستم توڑا
گھائل کیا قاتل نے پھر بھی نہ قرار آیا — زخم تن بسمل پر کیوں ہنسکے نمک چھڑکا

مارا تو اُسے مارا تڑپانے کو کیا کہئے

کیا تیرے کرشمے ہیں اے جلوۂ جانانہ — آئینے کو حیرت ہی صد چاک دلِ شانہ
ہی نعرہ زناں ہر سو ہر اک دلِ دیوانہ — بتخانہ تو بتخانہ تھا کعبہ بھی بتخانہ

اب کعبہ کو کیا کہیے بتخانے کو کیا کہیے

شیخ اور برہمن کا جھگڑا ہے کہ افسانہ — ہشیار بکارِ خود کوئی کوئی دیوانہ
شان اپنی دکھاتا ہی کیا جلوۂ جانانہ — بتخانہ تو بتخانہ تھا کعبہ بھی بتخانہ

اب کعبہ کو کیا کہیے بتخانے کو کیا کہیے

معلوم نہیں کیا ہے یہ جلوۂ جانانہ — ہے جلوہ نما اس میں کیفیتِ مستانہ
اس فکر میں ششدر ہی ہر عاقل و فرزانہ — بتخانہ تو بتخانہ تھا کعبہ بھی بتخانہ

اب کعبے کو کیا کہیے بتخانے کو کیا کہیے

ہی قہر شرارت بھی دل جس سے سلگتا ہی — شعلہ ہی یہ صورت بھی دل جس سے سلگتا ہی
آفت ہی قیامت بھی دل جس سے سلگتا ہی — کیا چیز ہی الفت بھی دل جس سے سلگتا ہے

اس آگ کو کیا کہیے جل جانیکو کیا کہیے

اس دل کے لگانے میں کیا کہیے مزا کیا ہی — جو حال ہمارا ہی کب اور کسی کا ہے
جلنے کا ہمارے کچھ شیوہ ہی نرالا ہی — کیا چیز ہے الفت بھی دل جس سے سلگتا ہی

اس آگ کو کیا کہیے جلجانے کو کیا کہیے

فریاد ہی شیون ہی دم تن سے کشیدہ ہی
اللہ نہ دکھلائے آنکھوں سے وہ نقشہ ہی
بجلی سا تڑپتا ہے کیا دل تہ و بالا ہے
کیا چیز ہی اُلفت بھی دل جس سے سُلگتا ہے

اس آگ کو کیا کہئے جل جانے کو کیا کہئے

یہ شوق بلا کا ہی یہ ذوق غضب کا ہے
ہر نا ہی تڑپنا ہی بس سوختہ ہونا ہے
یہ سیر قیامت ہے آفت یہ تماشا ہے
کیا چیز ہے اُلفت بھی دل جس سے سُلگتا ہی

اس آگ کو کیا کہئے جلجانے کو کیا کہئے

وہ اُلجھنیں یاد آئیں دل اور بھی اُلجھایا
اُلجھائیں کہ بکھرائیں دل اور بھی الجھایا
شکلیں نئی دکھلائیں دل اور بھی اُلجھایا
زلفیں نہیں سُلجھائیں دل اور بھی الجھایا

سُلجھانے کو کیا کہئے اُلجھانیکو کیا کہئے

پردے میں تسلّی کے کافر نے ستم ڈھایا
پیچ آ گئے قسمت میں تقدیر نے بل کھایا
گا ہے اسے تڑپایا گا ہے اسے ٹھہرایا
زُلفیں نہیں سُلجھائیں دل اور بھی اُلجھایا

سُلجھانے کو کیا کہئے اُلجھانے کو کیا کہئے

ان طرفہ اداؤں نے کافر کی ستم ڈھایا
جاتا رہا قابو سے قابو میں نہ دل آیا
پردے میں تسلّی کے کس شوق سے تڑپایا
زُلفیں نہیں سُلجھائیں دل اور بھی اُلجھایا

سُلجھانے کو کیا کہئے اُلجھانے کو کیا کہئے

پیمانوں کو گردش سی کیا دیکھ قرار آیا
شیشوں میں صفائی سے مطلق نہ غبار آیا
لے پھول پلانیکو خود رنگِ بہار آیا
آنکھوں سے تری ساقی آنکھوں میں خمار آیا

بے مے کے یہ مستی ہے میخانے کو کیا کہئے

پینے کا مزہ آیا کیا لطفِ بہار آیا
یا اُٹھتی جوانی کے سینے کو اُبھار آیا
سوتے ہوئے فتنے کو یا فتنہ پکار آیا
آنکھوں سے تری ساقی آنکھوں میں خمار آیا

بے مے کے یہ مستی ہی میخانے کو کیا کہئے

شیشوں کی طرف کھنچکر کیا رنگِ بہار آیا
یوں مست بنایا ہے خود نشہ اُتار آیا
یہ بڑھ گئی بیتابی آخر نہ قرار آیا
آنکھوں سے تری ساقی آنکھوں میں خمار آیا

بے مے کے یہ مستی ہی میخانے کو کیا کہئے

پہلو میں رقیبوں کے آرام کیا تم نے
اُلفت کا اُنھیں پر کیوں اتمام کیا تم نے
رسوا کیا اپنے کو بدنام کیا تم نے
ناکام کیا ہمکو کیا کام کیا تم نے

ناحق ہمیں ترسایا ترسانے کو کیا کہئے

ڈھائے ہیں ستم کیا کیا توڑی ہی جفا تم نے
اور اپنی جدائی کا پھر داغ دیا تم نے
کیوں توڑتے دیکھے ہیں پیمانِ وفا تم نے
ناکام کیا ہم کو کیا کام کیا تم نے

ناحق ہمیں ترسایا ترسانیکو کیا کہئے

کیا دل سے بھلائے ہیں سب باتیں وفا تم نے
برباد ہمیں کر کے لوٹا ہے مزا تم نے
غیروں کے اڑائے ہیں انداز جفا تم نے
ناکام کیا ہم کو کیا کام کیا تم نے
ناحق ہمیں ترسایا ترسانیکو کیا کہئے

نادان بنا عاقل نازوں کا جو پالا تھا
پیش آئی ہی کیا مشکل نازوں کا جو پالا تھا
غیروں نے ہوا آنچل نازوںکا جو پالا تھا
ہاتھوں نے چلا وہ دل نازوںکا جو پالا تھا
قابو میں نہیں اپنے چھین جانیکو کیا کہئے

کب رنج و مصیبت کا وہ جھیلنے والا تھا
چکر سے بچایا تھا گردش سے سنبھالا تھا
لب پر نہ کبھی اسکے فریاد تھی نالا تھا
ہاتھوں نے چلا وہ دل نازوںکا جو پالا تھا
قابو میں نہیں اپنے چھین جانیکو کیا کہئے

آرام تھا راحت تھا جینے کا سہارا تھا
کس طرح کہیں اسکو کیا چیز تھی کیسا تھا
آتے تھے ٹھہر ہیہم اک نخل تمنا تھا
ہاتھوں نے چلا وہ دل نازوںکا جو پالا تھا
قابو میں نہیں اپنے چھین جانیکو کیا کہئے

یوں زلف کا دیوانہ یوں رخ کا نہ شیدا تھا
دم بھرتے تھے ہم اسکا یہ بھی تو ہمارا تھا
جو رنگ اب اس کا ہے ایسا تو نہ نقشا تھا
ہاتھوں نے چلا وہ دل نازوںکا جو پالا تھا
قابو میں نہیں اپنے چھین جانیکو کیا کہئے

اچھا یہ ستم ڈھایا دل خاک ہوا جل کر — اس طور سے تڑپایا دل خاک ہوا جل کر

مٹنے کا مزہ آیا دل خاک ہوا جل کر — پھل عشق کا یہ پایا دل خاک ہوا جل کر

اس غم نے ہمیں کھایا غم کھانیکو کیا کہیے

رہ رہ گئے اُلفت میں ہم ہاتھوں کو مل مل کر — مشکل کا جو وقت آیا ہرگز نہ گیا ٹل کر

کیا نخلِ تمنا نے اندھیر کیا پھل کر — پھل عشق کا یہ پایا دل خاک ہوا جلکر

اس غم نے ہمیں کھایا غم کھانے کو کیا کہیے

بیدردوں کی اُلفت سے بچنا ہی بہت مشکل — اس دل کی شرارت سے بچنا ہی بہت مشکل

امید سے حسرت سے بچنا ہے بہت مشکل — اب صدمۂ فرقت سے بچنا ہی بہت مشکل

سینے میں ہے ہراس دل لگے گھبرانے کو کیا کہیے

اندوہ کی کثرت سے بچنا ہی بہت مشکل — خاروں کی شرارت سے بچنا ہی بہت مشکل

یاروں کی عداوت سے بچنا ہی بہت مشکل — اب صدمۂ فرقت سے بچنا ہی بہت مشکل

سینے میں ہے ہراس دل لگے گھبرانے کو کیا کہیے

طے ہو نہیں سکتا یہ جھگڑا ہی بہت مشکل — ہاں ہاں نہیں سہہ سکتے ایذا ہی بہت مشکل

بس ٹھوکریں کھائیں گے رستا ہی بہت مشکل — اب صدمۂ فرقت سے بچنا ہی بہت مشکل

سینے میں ہے ہراس دل لگے گھبرانیکو کیا کہیے

الفت کا محبت کا یہ لطف ہی یہ حاصل
خاموش رہو نا لو اسطرح نہو بیدل
دشمن ہیں تمنائیں ارمان ہیں سب قاتل
اب صدمۂ فرقت سے بچنا ہی بہت مشکل
سینے میں پھر اس دل کے گھبرانیکو کیا کہئے

بیدردوں کی اُلفت میں بنتے ہیں سبھی بسمل
ہاں راہِ محبت میں دعوے ہیں مگر باطل
پامال بھی ہوتے ہیں پھر شیفتہ و مائل
اب صدمۂ فرقت سے بچنا ہی بہت مشکل
سینے میں پھر اس دل کے گھبرانیکو کیا کہئے

یہ مان لیا کب ہے پیمانِ وفا باقی
اب دیکھ تو دلمیں ہے مٹنے کا مزا باقی
ہاں ہاں نہیں او ظالم امیدِ جفا باقی
جز حسرت و مایوسی کچھ بھی نہ رہا باقی
اس نخلِ تمنا کے کٹ جانے کو کیا کہئے

خنجر میں نہیں تیرے کھنچنے کی ادا باقی
اب ہے نہ وفا باقی اب ہے نہ جفا باقی
کشتوں میں نہیں قاتل وہ شوقِ قضا باقی
جز حسرت و مایوسی کچھ بھی نہ رہا باقی
اس نخلِ تمنا کے کٹ جانے کو کیا کہئے

اب تجھ میں نہیں ظالم وہ شوقِ جفا باقی
اب ہے نہ مزہ باقی اب ہے نہ ادا باقی
اب دلمیں نہیں میرے وہ رنگِ وفا باقی
جز حسرت و مایوسی کچھ بھی نہ رہا باقی
اس نخلِ تمنا کے کٹ جانے کو کیا کہئے

میخانے میں تو جاتا اُسوقت مزہ آتا
ساغر کے لئے بڑھتا پھر ہاتھوں کو پھیلاتا
یوں عقل اُلٹ جاتی ایسا نہ بہک جاتا
پی لیتا جو مے واعظ ہرگز بھی نہ سمجھاتا

چکھی ہی نہیں تو نے سمجھانے کو کیا کہئے

اک مستِ ادا بھر کر تیرے لئے جب لاتا
تو شوق میں پی لیتا پھر کیسا مزہ آتا
ایماں نہ بگڑ جاتا ایمان سنبھل جاتا
پی لیتا جو مے واعظ ہرگز بھی نہ سمجھاتا

چکھی ہی نہیں تو نے سمجھانے کو کیا کہئے

بیخود جو مجھے پاتا اسطرح نہ گھبراتا
تسکین ذرا دیتا قابو میں مجھے لاتا
بھر بھر کے پلاتا جب اُسوقت مزہ آتا
پی لیتا جو مے واعظ ہرگز بھی نہ سمجھاتا

چکھی ہی نہیں تو نے سمجھانے کو کیا کہئے

جو ہے وہی کہتا ہے مے کیسی پلائی تھی
غم دل مرا سہتا ہے مے کیسی پلائی تھی
ہوش اب نہیں رہتا ہے مے کیسی پلائی تھی
خون آنکھوں سے بہتا ہے مے کیسی پلائی تھی

ساقی تجھے کیا کہئے پیمانے کو کیا کہئے

کیا کالی گھٹا اٹھکر میخانے میں آئی تھی
کیا چاروں طرف مستی میرے لئے چھائی تھی
شیشوں کے تقاضے تھے ساغر کی چڑھائی تھی
خون آنکھوں سے بہتا ہے مے کیسی پلائی تھی

ساقی تجھے کیا کہئے پیمانے کو کیا کہئے

در ہائے قفس سے یوں کب سر کو پٹکتی تھی
کب نغمہ سرائی میں اس طرح بھٹکتی تھی

ایک ایک کی صورت کو حسرت سے نہ تکتی تھی
کلیاں جو چٹکتی تھیں بلبل بھی چہکتی تھی

صیاد کے پھندے میں پھنس جانیکو کیا کہئے

کب برقِ الم سر پر اس طرح چمکتی تھی
یوں بادِ صبا گل کی صورت نہ مہکتی تھی

کب نغمہ سرائی میں یوں سر کو پٹکتی تھی
کلیاں جو چٹکتی تھیں بلبل بھی چہکتی تھی

صیاد کے پھندے میں پھنس جانیکو کیا کہئے

کیوں دل کی امنگوں کو بے طور ابھار آئی
طالب ہے دلِ جاں کی یا بہرِ نثار آئی

کیوں آنکھوں میں بن بن کر مستی و خمار آئی
کچھ جوشِ جنوں ہے پھر کیا فصلِ بہار آئی

وحشت کی ہیں سب باتیں دیوانے کو کیا کہئے

قابو میں نہیں اپنے پھر بیخود و سودائی
آہوں کا دھواں اٹھا پھر غم کی گھٹا چھائی

پھر اک گلِ رعنا کی یاد آ گئی رعنائی
کچھ جوشِ جنوں ہی پھر کیا فصلِ بہار آئی

وحشت کی یہ ہیں سب باتیں دیوانے کو کیا کہئے

کیوں ہنستے ہیں دیں گے یہ جملہ تماشائی
ہے دشتِ محبت میں آفت چمن آرائی

یوں کوئی نہ بیخود ہو یوں کوئی نہ سودائی
کچھ جوشِ جنوں ہی پھر کیا فصلِ بہار آئی

وحشت کی ہیں سب باتیں دیوانے کو کیا کہئے

عاشق نے وفاداری کی رسم محبت کی دکھائی تو
الفت کسی پہلو سے اے دوست جتائی تو

ہاں یاد ہیں شیریں کی یوں پائی رہائی تو
فرہاد نے تیشے سے جان اپنی گنوائی تو

کیا رسم وفا تھی یہ مر جانے کو کیا کہیے

معشوق کی فرقت میں خاک اس نے اڑائی تو
عاشق کی طبیعت پھر اس طرح سے آئی تو

الفت دلِ شیریں میں اے جاناں سمائی تو
فرہاد نے تیشے سے جان اپنی گنوائی تو

کیا رسمِ وفا تھی یہ مر جانے کو کیا کہیے

بگڑی ہوئی حالت میں کوئی بھی نہیں اپنا
اندوہ کی کثرت میں کوئی بھی نہیں اپنا

تنہائی فرقت میں کوئی بھی نہیں اپنا
اے رشک مصیبت میں کوئی بھی نہیں اپنا

اپنا نہیں جب اپنا بیگانے کو کیا کہیے

بیگانہ جو ہو کوئی ہوتا ہے کہیں اپنا
انداز بدلتا ہے کب چرخِ بریں اپنا

کب ہم کی صورت سے ملتا ہے یقیں اپنا
اے رشک مصیبت میں کوئی بھی نہیں اپنا

اپنا نہیں جب اپنا بیگانے کو کیا کہیے

کیا کہیے کمال اسکو قسمت نے دکھایا کیا
اپنے سے دمِ آخر آنکھوں کو پھرا دیکھا

کھنچتا تھا رگوں سے دم انہوں کا یہ نقشا تھا
اے رشک مصیبت میں کوئی بھی نہیں اپنا

اپنا نہیں جب اپنا بیگانے کو کیا کہیے

قطعۂ تاریخ
خطاب یافتن
لفٹننٹ کرنل۔ عالیجاہ۔ ہزہائنس مخلص الدولہ ناصر الملک۔ فرزند دلپذیر۔ دولت انگلشیہ
امیر الامرا۔ نواب۔ سر۔ محمد حامد علیخانصاحب بہادر مستعد جنگ۔ جی سی آئی ای
فرمانروائے ریاست رامپور دام اقبالہم
مژدہ دل دیتا ہے خوش ہو کر مبارک ہو کمال
آئے ہیں سرکار کو کیا رشک کے قابل خطاب
۹ سنہ ۱۹۰۸ء